فقیہ عصر حضرت مفتی محمد امین مدظلہ العالی
کے احوال و آثار اور علمی و دینی خدمات کا

تذکرہ
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

فقیہِ عصر حضرت مفتی محمدؐ امین مدظلہ العالی

کے احوال و آثار اور علمی و دینی خدمات کا

تذکرہ

گُفتار میں کِردار میں اللہ کی بُرہان

از

پروفیسر ڈاکٹر محمدؐ ہمایوں عباس شمس

شمع بُکس

پاکستان، ہندوستان، انگلستان

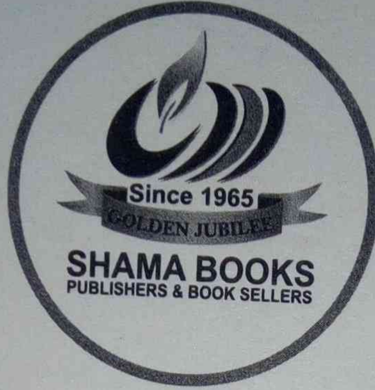

خوبصورت معیاری اور روشن کتابیں

کتاب	گُفتار میں کِردار میں اللہ کی بُرہان
مصنف	پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
ناشر	محمد اکمل حمید
سرورق	اسد عباس
ایڈیشن	اول، جنوری، 2016ء

اہتمام: شمع بکس

بیسمنٹ چیمہ کلینک کارنر ریگل روڈ بیرون بھوانہ بازار فیصل آباد

Ph:041-2613449,2627568Email:shamabooks@live.con

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

قرآن کریم نے انسانی کردار کو انحرافی فکر سے بچانے کے لیے مختلف صالح فطرت انسانوں کے کردار و عمل کو بطور نمونہ پیش کیا ہے۔ ان میں انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کے تربیت یافتہ اصحاب کے قصص خصوصاً انسان کی اصلاح و تربیت میں خصوصی اہمیت رکھتے ہیں۔ قرآن کریم کے اس اسلوب سے اندازہ ہوتا ہے کہ اعلیٰ کردار کے حامل افراد کو مثالی انسان کے روپ میں دوسرے انسانوں کے سامنے پیش کرنا چاہیے تاکہ معاشرہ میں اعلیٰ اقدار کے حامل وجود موجود رہیں۔ اسی لیے صوفیہ کے ہاں یہ معروف ہے کہ جہاں صالحین کا تذکرہ ہوتا ہے وہاں رحمتِ الٰہی کا ورود ہوتا ہے۔ تذکارِ صوفیہ مرتب بھی اسی لیے ہوئے کہ آنے والی نسلیں سابقین کے بلند کردار و افکار سے آگاہ ہوسکیں۔ یہ تذکرے صوفیہ کی حیات، کردار، اخلاق، دینی و اصلاحی کارناموں، علمی و فکری کاوشوں کا مظہر و عکاس ہوتے ہیں۔

ہماری خوش بختی کہ ہم ایک ایسی شخصیت کے عہد میں زیست کر رہے ہیں جن کے روز و شب اطاعت و اتباعِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے التزام میں بسر ہوتے ہیں۔ ان کا کردار اخلاقِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مستفیض ہے، ان کے خمیر میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رچا بسا ہے، ان کی زبان پر ہر دم صلاۃ و سلام جاری، ان کے دل میں اُمّتِ محمدیہ کا درد، ان کے افکار پر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا اثر ہر لمحہ محسوس کیا جاسکتا

ہے۔ بقیۃ السلف ،فکر مجدد کے نقیب حضرت مفتی محمد امین مدظلہ العالی کے فکری سانچے کا یہ نقشہ ہے۔ بلا شبہ آپ کی شخصیت کا مطالعہ گم گشتہ راہ افراد کے لیے اکسیر کا درجہ رکھتا ہے۔آپ کے احوال وحیات پر آپ کی اپنی تالیف ''عمرِ رفتہ'' موجود ہے۔اس کے علاوہ آپ نے ''سیّدی محدثِ اعظم پاکستان'' میں بھی اپنی حیات کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ ''ابریشم'' بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ علاوہ ازیں ''مبشرات وتاثرات'' ، ''تاثرات البرہان''، ''آب کوثر کی کہانی''، ''نصیحت نامہ برائے اولاد واحباب''، ''مبشراتِ مبارکہ'' اور ''قصرِ عارفاں'' سے آپ کی حیات کے نقوش مرتب کیے جاسکتے ہیں۔

ان ساری کتب سے ایک عرصہ پہلے حضرت فقیہ العصر کے احوالِ حیات اور علمی ودینی کاناموں کے حوالے سے ''صبحِ نور'' کے ایک شمارہ میں میرے یہ مضامین ''گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان'' شائع ہوئے تھے۔ان کو چند معمولی تبدیلیوں کے ساتھ دوبارہ ''شمع تجکس''، فیصل آباد کی طرف سے شائع کیا جارہا ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ صالحین کی فکر سے نسبت وتعلق قائم رہے۔یہی تعلق صراطِ مستقیم ہے۔

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم

طالب دعا

پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

ڈین فیکلٹی آف اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

فقیہ العصر

حضرت خواجہ مفتی محمد امین

صاحب دامت برکاتہم العالیہ

کے

احوال و آثار اور علمی و دینی خدمات کا اجمالی جائزہ

حضور فقیہ العصر دامت برکاتہم العالیہ کے آباؤ اجداد کا آبائی وطن گجرات کی تحصیل پھالیہ کا گاؤں ''پھلے شاہ داکوٹ'' ہے۔ وہاں کچھ زمین تھی لیکن ۱۹۱۴ء میں قحط سالی کی وجہ سے حالات اس قدر نازک ہوئے کہ سرکاری لگان بھی زمین سے ادا نہ کیا جاسکتا تھا۔ اس وجہ سے لاہور کے علاقہ نواب صاحب میں آپ کے والد گرامی قدر الحاج حضرت حکیم غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے۔ یہاں آپ زمینداری بھی کرتے اور حکمت بھی، گاؤں میں امامت کا فریضہ بھی آپ کے سپرد تھا۔ اسی گاؤں میں حضور فقیہ العصر مدظلہ العالی کی ولادت ۱۵ شعبان ۱۳۴۴ھ/ یکم مارچ ۱۹۲۶ء بروز سوموار کو ہوئی۔ آپ کے برادرانِ گرامی مرتبت (ڈاکٹر محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد حنیف علیہ الرحمہ اور حضور مولانا محمد منشاء رحمۃ اللہ علیہ) بھی اسی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے۔

حضرت ابوسعید محمد امین مدظلہ العالی بن الحاج حکیم غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ بن مولوی غلام محی الدین بن میاں غلام حسین بن میاں پیر محمد بن میاں پیر بخش۔

ابتدائی تعلیم:

حضور فقیہ العصر مدظلہ العالی کی طبیعت بچپن میں بھی کھیل کود کی طرف مائل نہ تھی۔ ابتداء ہی سے والدین کی خدمت کا شوق تھا۔ والدہ صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی گود ہی میں قرآن کریم والدہ ماجدہ سے پڑھ لیا تھا۔ بعد میں نواب صاحب سے ایک میل کے فاصلہ پر واقعہ گاؤں علی رضا آباد المعروف پکی کوٹھی گورنمنٹ پرائمری سکول میں

آپ کو داخل کروایا گیا۔ یہاں آپ کے ایک استاد جناب عبدالرشید صاحب کا نام معلوم ہوا ہے۔ دیگر اساتذہ کرام کے اسماء معلوم نہ ہو سکے۔ پرائمری سکول میں آپ نے شالیمار میں وظیفہ کا امتحان بھی دیا لیکن آپ کی جگہ ''ستوقتلیپا'' کے ایک لڑکے کو پاس کر دیا گیا جس وجہ سے اس پڑھائی سے آپ کا دل اچاٹ ہو گیا۔

شرقپور شریف میں داخلہ:

۳۷-۱۹۳۶ء میں آپ نے دینی تعلیم کے حصول کیلئے آپ کے برادر اکبر حضرت علامہ حاجی محمد حنیف رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو شرقپور شریف میں داخل کروایا۔ ابتداء میں یہاں آپ کا دل نہ لگا جس کی وجہ سے دو تین ہفتے شرقپور شریف رہنے کے بعد آپ گھر تشریف لے آئے اور کافی عرصہ فارغ رہے۔ لیکن جن پاک طینت ہستیوں سے قدرت نے بڑے کام لینے ہوتے ہیں ان کے لئے حالات بھی بدل دیئے جاتے ہیں۔ کافی عرصہ فراغت کے بعد دوبارہ شرقپور تشریف لے آئے ، اداس ہوئے تو یہ سوچا کہ اگر یہاں اکیلا نہیں رہا جا سکتا تو قبر میں کیا ہوگا بس اسی جذبے نے پڑھائی کیلئے آمادہ کر دیا۔ یہاں ۸ سالہ نصاب آپ نے تین سال میں ختم کر لیا۔ یہاں آپ کے استاد، استاذ العلماء شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ (بانی جامعہ نظامیہ لاہور) تھے۔ شرقپور شریف قیام کے دوران یہ دلچسپ واقعہ بھی پیش آیا کہ تعلیمی مشاغل کی کثرت کی بناء پر آپ نے اپنے شیخ حضرت خواجہ محمد مقبول رسول نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ محمد مقبول الرسول ابن حضرت خواجہ عبدالرسول للہی قدس سرہی ۲۲ ۱۳ھ/ ۱۹۰۴ میں پیدا ہوئے آپ کے مورث اعلی حضرات خواجہ غلام نبی للہی ، خلیفہ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری

اپنے دور کے مقتدر عالم دین اور بلند پایہ شیخ طریقت تھے آپ بڑے خلیق ملنسار اور سادگی پسند تھے، علماء کی تعظیم ،غربا سے محبت اور امراء سے بے نیازی آپ کے امتیازی اوصاف تھے۔ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۶۸ھ/ ۱۳ فروری ۱۹۴۹ء کو آپ کا وصال میو ہسپتال لاہور میں ہوا) کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ آپ نے روزانہ درود پاک کی تین تسبیحات کا جو وظیفہ بتایا ہے وہ تعلیمی مصروفیات کی وجہ سے کچھ عرصہ ملتوی کر دیا جائے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب تحریر فرمایا کہ درود شریف کی برکت سے اللہ علم عطا فرمائے گا۔ یہ درور پاک کی برکت تھی کہ حضور فقیہ العصر نے ۸ سالہ نصاب ۳ سال میں ختم کرلیا۔

محمد پورہ آمد:

جامع مسجد گلزار مدینہ محمد پورہ میں ایک غلام خانی عقیدہ کے مولوی صاحبزادہ عبدالغفور متعین تھے۔ حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ڈوبی ہوئی تقاریر سنیں تو انہیں مولوی کے فاسد عقائد کا پتہ چلا تو اس کو مسجد سے نکال دیا۔ بالآخر یکم محرم ۱۳۷۴ھ (۳۱ اگست ۱۹۵۴) کو حضور فقیہ العصر رحمۃ اللہ علیہ محمد پورہ تشریف لائے۔

اگر کوئی شعیب آئے میسر:

تخم دل ہرگز نہ روید از آب گل
بے نگاہے از خداوندان دل

عشق الٰہی کا بیج پانی اور مٹی سے نہیں اگتا جب تک کہ کسی اہل دل کی نگاہ دل پر اثر نہ کرے۔

حضرت خواجہ محمد مقبول رسول قادری نقشبندی رحمۃ اللہ کے وصال کے بعد حضور فقیہ العصر شیخ طریقت کی تلاش میں تھے۔ آپ نے اپنے شاگرد رشید حضرت صاحبزادہ محمد نقشبند صاحب سے حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات سنے تھے۔ نارووال میں عرس کے موقع پر حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے اور حضرت صاحبزادہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضور فقیہ العصر کو بھی تقریر کیلئے دعوت دی۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔ صدیقی نسب ونسبت (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خاندان کی ایک شاخ یمن کی حکمران تھی۔ اس شاخ کے ایک حکمران خواجہ کمال الدین یمنی رحمۃ اللہ علیہ نے مملکت کو خیر باد کہہ کر قال اللہ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مراجعت کی۔ نصف صدی تک جوار نبوی میں رہ کر احادیث مبارکہ کا درس دیا اور پھر سیستان کو اشاعت دین کا مرکز بنایا۔ یہ خاندان وہاں کئی مناصب جلیلہ پر فائز رہا اور ان کی شہرت نے برصغیر پاک وہند میں تغلق حکمرانوں کو متاثر کیا۔ تغلق حکمران کی دعوت پر خواجہ کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ کی چھٹی پشت سے خواجہ قوام الدین سیستان سے برصغیر میں تشریف لائے اور بلا درہتک کو اپنی دینی اور روحانی خدمات کا مرکز بنایا۔ اس طرح یہ خاندان حکومت میں اعلیٰ مناصب کے علاوہ برصغیر کے علمی، دینی اور روحانی افق پر چھایا رہا۔ اس صدیقی شاخ نے برصغیر میں بڑی تعداد میں نامور علماء، فضلاء اور صوفیہ پیدا کیے۔ قاضی فتح اللہ صدیقی رہتکی رحمۃ اللہ علیہ اسی شاخ سے تعلق رکھتے ہیں اور صدیقیانِ میر پور کے جدِ اعلیٰ ہیں) کے حامل اس مردحق آگاہ سے کچھ عرصہ بعد تعلق ارادت قائم ہوا تو اس کی برکت سے حضور فقیہ العصر کو اللہ کریم نے جو مقام ومرتبہ عطا فرمایا ہر صاحب نظر آج

اس کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔

این سلسلہ از طلائے ناب است

این خانہ تمام آفتاب است

یہ زنجیر خالص سونے کی ہے اور یہ تمام خاندان آفتاب ہے۔

مجھ جیسا گناہ گار شیخ و مرید میں ارادت و محبت کے اس تعلق کو بیان نہیں کر سکتا مرید صادق کے دل میں شیخ کامل کیلئے جو جذبات محبت و عقیدت ہیں ان کی ایک جھلک حضور سیدی و مرشدی مفکر اسلام علامہ محمد کریم سلطانی مدظلہ العالی کی اس تحریر میں دیکھی جا سکتی ہے:

''انسان کا سب سے پہلا مکتب اس کا اپنا گھر ہے جس گھر میں وہ آنکھ کھولتا ہے اس گھر کے ماحول کا اس کی زندگی پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ جس ماں کی گود میں پرورش پاتا ہے اس گود کے اثرات اپنی زندگی کے آخری لمحوں تک محسوس کرتا ہے اور جس باپ کی آغوش محبت میں وہ زندگی کی منازل طے کرتا ہے اس کے نقوش اس کی ذات پر دیرپا ہوتے ہیں۔

میں نے جس گھر میں آنکھ کھولی اس گھر کا ماحول بڑا پر کیف تھا۔ ابھی سنِ تمیز کو بھی نہ پہنچا تھا کہ ایک لفظِ مبارک بار بار سماعت سے ٹکرایا۔

جس میں اتنی مٹھاس تھی کہ وہ مٹھاس شہد کی بوندوں میں کہاں؟

اس میں اتنی مہک تھی کہ وہ مہک پھول کی پتیوں میں کہاں؟

اس لفظ مبارک کو سن کر جسم میں خوشی و مسرت کی وہ لہر اٹھتی جسے الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا جا سکتا۔

وہ لفظ مبارک تھا ''چچپیاں شریف''

ہمارے والد گرامی قدر فقیہ العصر یادگار اصفیاء حضرت قبلہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ ہمیں اپنی جھولی میں بٹھا لیتے اور کبھی ہماری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ اپنی گود میں بٹھا لیتیں اور باری باری دونوں فرماتے

بیٹا! ''چچپیاں شریف'' وہ مقدس جگہ ہے جہاں ہمارے آقائے نعمت رہتے ہیں۔ ہماری ماویٰ وملجا رہتے ہیں جن کے خوانِ کرم سے ہم سب پل رہے ہیں جن کی نگاہِ کرم سے ہمیں ایمان کی بہاریں نصیب ہیں۔

وہ دن ہمارے گھر کا ''یوم عید'' ہوتا جس دن سیدی وابی زیدہ مجدہ اپنا سادہ سا بیگ ہاتھ میں لیتے اور چمڑے کا بنا ہوا براؤن رنگ کا وظائف والا چھوٹا بیگ گلے میں حمائل کرتے اور ہمارے سروں پر دستِ شفقت پھیرتے ہوئے عازم ''چچپیاں شریف'' ہوتے۔

پھر وہ دن ہمارے لئے ''یوم عید اکبر'' ہوتا جب سیدی وابی زید مجدہ نور بھرے مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ دربار شریف کی حاضری کے بعد واپس گھر میں داخل ہوتے ہم سب بہن بھائی آپ کے ارد گرد بیٹھ جاتے اور سیدی ومرشدی حضور قبلہ عالم دامت برکاتہم وفیوضاتہم کے ملفوضات طیبات، ارشادات گرامی اور خصائل وشمائل کے ذکر سے اپنے دلوں کی کھیتی کو مزید تروتازہ کرتے۔ پھر حضور سیدی وابی زیدہ مجدہ اپنے بیگ سے تبرک نکالتے (جو روٹیوں کی صورت میں کبھی اخروٹ کی صورت میں اور کبھی شیرینی یا پھل کی صورت میں ہوتا) اور ہماری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ تازہ وضو فرماتیں اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس سے شکر بجالاتیں پھر ہمارے درمیان اس

تبرک کو تقسیم فرما دیتیں اور ہم اسے اس اعتقاد و ایمان سے تناول کرتے کہ اس وقت اس سے بڑھ کر ہمارے لئے اور کوئی چیز باعث سعادت و افتخار نہیں۔

اللّٰھم لک الحمد السموات والارض

گردشِ شام وسحر نے کئی پلٹے کھائے مرورِ زمانہ نے کئی ماہ و سال کو قصہ ماضی بنایا میں خود اپنی زندگی کی ۷۴ بہاروں کو دیکھ چکا ہوں لیکن والدین کریمین کا یاد کرایا ہوا سبق نہ بھول سکا بلکہ سیدی وابی زیدہ مجدہ کی خصوصی شفقت سے بچپن کا نقش گہرا ہی ہوتا چلا گیا۔ آپ نے اپنے عمل اور گفتار و کردار سے وہ ذوق وشوق عطا کیا جس نے مجھے محبت کے تنگ کوچہ سے نکال کر عقیدت کی شاہراہ پر ڈال دیا۔ دل میں محبت کی کلی یوں کھلی کہ ہر اس چیز سے محبت ہو گئی جس کی نسبت سیدی و مرشدی حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔

میں بچپن سے سیدی وابی زید مجدہ کے ہاتھوں میں ایک لکڑی کی بنی ہوئی تسبیح دیکھتا تھا جب بھی اسے دیکھتا دیکھتا ہی رہ جاتا کئی سال تک وہ آپ کے ہاتھوں میں رہی آپ اس پر اکثر شغل اسم ذات کرتے تھے کچھ عرصہ قبل ایک اور تسبیح آپ کے ہاتھ میں آئی اور پہلی تسبیح کے بارے میں علم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں گئی؟ کئی مرتبہ ارادہ کیا کہ اس کے بارے میں آپ سے سوال کروں لیکن ہر مرتبہ جب سامنے آتا ہمت جواب دے جاتی۔ ایک دن حضور سیدی وابی زیدہ مجدہ بڑے خوشگوار موڈ میں تھے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس تسبیح کے بارے میں عرض کر دی آپ مسکرا دیئے اور فرمایا وہ میرے پاس محفوظ ہے۔ عرض کی اگر عنایت ہو جائے تو زہے نصیب!

میری اس عرضداشت پر آپ اٹھے اور لوہے کی الماری سے نہایت ادب سے اسے نکالا اور مجھے عنایت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

بیٹا! تمھیں علم ہے یہ تسبیح کہاں سے آئی تھی؟ یہ ہمارے آقائے نعمت حضور قبلہ عالم دامت برکاتہم العالیہ نے عنایت فرمائی تھی اور یہ تسبیح مبارک اندازاً بیس سال سے زائد عرصہ میرے استعمال میں رہی۔

بیٹا! اب اس تسبیح کا خیال رکھنا عرصہ بیس سال سے میں نے کبھی اسے بے وضو ہاتھ نہیں لگایا۔ اللہ اکبر!

اس تسبیح مبارک کو میں نے آنکھوں سے لگایا اور گھر آ گیا۔ گھر پہنچتے ہی میری آنکھیں میرے قابو سے باہر ہوگئیں اور ہوتی ہی چلی گئیں۔

اپنے شیخ کا اتنا ادب! سبحان اللہ!

اے تاریخ! تجھے اپنی معلومات پر بڑا ناز ہے لیکن ایسے افراد کی فہرست تو پیش کر جنھوں نے اپنے شیخ طریقت کا اتنا ادب کیا ہو کہ ماہ وسال کا تسلسل بھی ادب واحترام میں کمی نہ کرسکا ہو۔ جس کی عطا فرمودہ تسبیح کا اتنا ادب اس کی اپنی ذات کا کتنا ادب ہوگا اس قالب بشری میں کون سی روح ارجمند ہے جس سے منسوب چیزیں باعث تکریم ہیں یہ تو نظر والے جانیں۔

سیدی وابی زیدہ مجدہ کے ہمراہ دربار گھر بار گلہار شریف کوٹلی میں ہم بھائیوں نے کچھ عرصہ قبل حاضری کا شرف حاصل کیا۔ آپ کے اردگرد لائبریری کے باہر کھلی جگہ میں ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم میں سے کسی کی پشت جانب مغرب ہوگئی۔ سیدی وابی زیدہ مجدہ فوراً گویا ہوئے بیٹا! ادھر پشت نہ کرو اس طرف ہمارے آقائے نعمت

حضور قبلہ عالم دامت برکاتھم وفیوضاتھم کا کمرہ مبارک ہے۔

ادبنا ابو نا فاحسن تادیبا

کچھ عرصہ قبل سیدی وابی زیدہ مجدہ علیل ہو گئے کثرت بول کی تکلیف میں مبتلا ہو گئے۔ پیرانہ سالی، موسم سرما اور کثرت بول نے تکلیف در تکلیف میں ڈال دیا۔ اس دوران جب بھی آپ استنجا خانہ جاتے جسم سے سویٹر کو اتار دیتے۔ فراغت کے بعد پھر اسے زیب تن فرما لیتے کسی ارادت مند نے عرض کی: حضور اسے بار بار کیوں اتارتے ہیں؟ آپ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا: چند سال قبل میرے آقائے نعمت سیدی و مرشدی حضور قبلہ عالم سرکار کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عنایت فرمایا تھا۔ آج تک میں اسے پہن کر استنجا خانہ نہیں گیا کیونکہ طریقت ادب ہی ادب ہے۔ اس راہ میں جو کچھ ملتا ہے ادب سے ملتا ہے۔ بے ادب کے نصیب میں محرومی کے علاوہ کچھ نہیں۔

کوثر و تسنیم میں دھلی ہوی یہ کتنی پیاری تعلیم ہے جس نے دل میں محبت شیخ کی چنگاری کو شعلہ جوالہ بنا دیا۔ چشمہ حیات کے پانی میں وہ اثر کہاں جو اس پیکر ادب کے گفتار و کردار میں ہے جس کی وجہ سے سینے میں الفت و عقیدت کا پیوست شدہ بیج تناور درخت بن گیا جس نے غیر کی محبت کیلئے ذرہ برابر جگہ نہ چھوڑی۔ پھر وہ وقت آیا

امر علی الدیار دیار لیلی
اقبل ذا الجدار وذا الجدار!
وماحب الدیار شغلن قلبی
ولکن حب من سکن الدیار!

محبوب کے شہر، اس کے گلی کوچوں سے گزرتا ہوں تو عالم وارفتگی میں کبھی اس

دیوار کو بوسے دیتا ہوں کبھی اس دیوار پر ہونٹ رکھتا ہوں۔اس شہر یا اس کے درودیوار کی کسی ذاتی خوبی نے میرا دل فریفتہ نہیں کیا بلکہ اس بستی میں بسنے والے دلبر کی محبت نے اسے خودرفتہ بنادیا ہے۔

(بحوالہ قصرِ عارفاں اور سگِ درگاہ سلطانی)

اساتذہ

آپ کے اساتذہ کرام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت سیدی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت مولانا شیخ الحدیث غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ برادر محترم مولانا حاجی محمد حنیف رحمۃ اللہ علیہ

حضرت فقیہ العصر کے چند تلامذہ:

آپ کی طویل تدریسی زندگی میں سیکڑوں تشنگان علم نے آپ سے علم حاصل کیا ایسے علماء کی مکمل فہرست تو دستیاب نہیں چند کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب خوشتر مبلغ افریقہ

۲۔ مولانا معراج الاسلام سابق شیخ الحدیث بھیرہ شریف

۳۔ مولانا سید مراتب علی شاہ گوجرانوالہ

۴۔ مولانا حیات محمد صاحب ہجیرہ آزاد کشمیر

۵۔ مولانا سید حبیب الرحمان شاہ صاحب قاضی آزاد کشمیر

۶۔ مولانا رحمانی میاں صاحب بریلی شریف انڈیا۔

۷۔ پیر طریقت صاحبزادہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ پاکپتن شریف

۸۔ پیر طریقت پیر علاء الدین صدیقی نیریاں شریف آزاد کشمیر

۹۔ مولانا منیر الزمان صاحب مبلغ برطانیہ

۱۰۔ مولانا محمد حسین صاحب شائق خطیب منگلا کالونی

۱۱۔ مولانا حافظ اکبر حسین آزاد کشمیر

۱۲۔ مولانا فتح عالم آزاد کشمیر

۱۳۔ مولانا حافظ محمد اعظم صاحب آزاد کشمیر

۱۴۔ مولانا مفتی محمد حسین صاحب سکھروی (رحمۃ اللہ علیہ)

۱۵۔ صاحبزادہ محمد فضل رسول صاحب حیدری، سجادہ نشین آستانہ عالیہ محدث اعظم

۱۶۔ مولانا شمس الزمان لاہوری (رحمۃ اللہ علیہ)

۱۷۔ حضرت مولانا عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ لاہور

۱۸۔ حضرت مولانا حافظ محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ آزاد کشمیر

میرے جلیل القدر استاد:

محمد فیض الحسن قادری جامع مسجد سفینہ واربرٹن شیخوپورہ حضور فقیہ العصر کے تلامذہ سے ہیں۔

انہوں نے اپنے عظیم استاد کی زندگی کے چند گوشوں کے حوالہ سے یہ سطور بھیجی ہیں:

"۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹۵۹ء کو بندہ مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ میں حصول تعلیم کے سلسلے میں داخل ہوا۔ حضور قبلہ محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری باطنی سرپرستی تھی۔ ماحول ماشاء اللہ نہایت ہی پاکیزہ تھا۔ خصوصاً تدریسی نظام تو ماشاء اللہ نہایت بہترین تھا۔ تمام اساتذہ کرام نہایت قابل علم وفاضل تھے۔ جن میں سے مقصودِ ذکر قبلہ مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ ہیں۔ پہلے سال میرا ایک سبق نورالانوار کا ساتھیوں سمیت آپ کے پاس تھا۔ ابتداء سے آخر تک کتاب پڑھی۔ انداز تدریس ایسا پیارا تھا کہ خودبخود سبق ذہن نشین ہوتا جاتا۔ اشکال کی صورت میں سوالوں کا احسن طریق سے جواب مرحمت فرماتے۔ اکثر وبیشتر تو دوبارہ پوچھنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ دوسرے سال جبکہ حضور قبلہ محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ علاج کے سلسلے میں کراچی تشریف لے گئے تو کتب دورہ حدیث شریف اساتذہ کرام میں پڑھانے کے سلسلے میں تقسیم ہوئیں، جن میں سے نسائی شریف جناب قبلہ مفتی صاحب کے حصہ میں آئی۔ دیگر فنون کے علاوہ درس حدیث میں بھی آپ ماشاء اللہ احسن طریق سے سبق پڑھاتے۔ صحاح ستہ شریف کی کسی کتاب کے بارے میں کسی عبارت یا کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو خوش اسلوبی سے تشنگان علم حدیث کی بھی پیاس بجھاتے۔ تدریس کے ساتھ ساتھ فتاویٰ نویسی بھی آپ کا حصہ ٹھہری۔ اکثر بیشتر آپ نے یہ خدمت سرانجام دی۔ لیکن یہ آپ کی کمال عقیدت تھی کہ سوال کا جواب لکھ کر حضور قبلہ محدث اعظم علیہ الرحمہ کو ضرور دکھاتے اور تائید حاصل کرتے۔ اکناف عالم میں آپ کے فتاویٰ پہنچتے تھے۔ فتاویٰ نویسی میں نہ لچک اور نہ ہی کسی قسم کی رعایت فرماتے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں مسلک اہل سنت وجماعت کی خوب اشاعت

فرماتے۔

موجودہ پرفتن دور میں آپ علم وعمل کی مثال ہیں۔فرائض تو فرائض سنن، مستحبات کی پابندی آپ کی حیات طیبہ کا بڑا حصہ ہے۔شیریں گفتار،شرم وحیاء کے پیکر،نہایت ہی متقی پرہیزگار ہونا آپ کے خصائص میں ہے۔ایک مرتبہ ڈسکہ سے حضرت علامہ الحاج مولانا محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے سلسلے میں بندہ وہاں حاضر تھا کہ قبلہ اُستاذی المکرم بھی وہاں تشریف فرما ہوئے۔کھانے پینے سے فراغت کے بعد سنت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بات چل نکلی۔وہاں پر آپ نے سنت کی اہمیت کے بارے میں صوفیاء کے واقعات سنائے، واپسی پر جب بس میں سوار ہوئے تو بندہ بھی چونکہ ہمراہ تھا بس والوں نے اونچی آواز میں ٹیپ لگا رکھی تھی۔ مجھے فرمانے لگے مولانا ان ڈرائیور وغیرہ سے کہو کہ یہ گانا بجانا بند کردیں۔الحمدللہ بندہ حکم کی تعمیل کیلئے اٹھا متعلقہ بس والوں کو کہا اُنہوں نے فوراً ٹیپ بند کردی۔ یہ آپ کے فرمان کی برکت تھی۔ باقی سواریوں نے چلانے کا اصرار کیا تو خود وہ جواب دیتا کہ بھائی میں تو اب نہیں چلاؤں گا وہ دیکھو بزرگ تشریف فرما ہیں۔ یہ اشارہ صرف قبلہ استاد محترم قبلہ مفتی صاحب کی طرف تھا۔ان بزرگوں کی دل آزاری ہوگی۔آپ اکثر باوضو ذکرو اذکار میں مصروف، سفر کا وقت گزارتے۔علماء کرام کی قدر فرماتے ہیں۔ طلباء کرام سے نہایت شفقت اور خوش اخلاقی سے پیش آتے ہیں۔یہ عظمتیں برکتیں دن بدن تیزی سے بڑھتی گئیں اور بڑھتی جارہی ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ میں آپ کو کوٹلی شریف آزاد کشمیر سے خلافت حاصل ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ سلسلہ بیعت دن بدن تیزی سے وسیع ہوتا جارہا ہے۔ مرید ہونے والے سے آپ اکثر فرماتے مجھے مرید کرنے کا

شوق نہیں نہ کسی کو مجبور کرتا ہوں۔ مرید کم ہوں گے تو بوجھ کم ہوگا اور فرماتے کہ بھائی آپ گاہے بگاہے محافل میں آتے رہیں اگر دل آمادہ ہوجائے تو بیعت ہوں۔ بیعت ہونے والوں کو شریعت کی پابندی شکل ولباس سنت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ڈھالنے کی تاکید فرماتے۔ پیاری پیاری دعائیں اور مسنون وظائف بتا کر عملی جامہ پہنانے کی سخت تاکید فرماتے۔ نمازوں کے ساتھ تھوڑا سا وقت ذکر خفی کی تاکید فرماتے۔ میں تو یہی کہوں گا کہ ماشاء اللہ بفضلہٖ تعالیٰ موصوف ہمہ صفت ہیں۔ چلتے پھرتے مبلغ ہیں اور یہی انکا معمول ہے۔ الحمد للہ فقیر پر تو ان گنت ان کی نوازشات بندہ پروریاں تھیں اور اب بھی ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو آپ کی نسبت روحانی نصیب ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ آپ کے ہر اسلامی، مذہبی، اصلاحی اور تبلیغی مشن میں برکتیں فرمائے۔ آپ کی اولاد صاحبزادگان جو ماشاء اللہ عالم، فاضل، مناظر، مدرس اور قاری ہیں اللہ تعالیٰ انکے علم وعمل میں مزید برکت فرمائے تاکہ مجھ جیسے کم علم آپ کے در دولت پر علم وفضل سے مالا مال ہوتا رہے۔" آمین ثم آمین

تصانیف:

قرآن وحدیث، اشعار، روایات سلف کے شواہد اور اسناد سے مزین آپ کی تصانیف کا دل نشین انداز دلوں میں اترتا جاتا ہے اور "از دل خیزد و بر دل ریزد" کی لاجواب مثال ہیں۔ تصانیف درج ذیل ہیں:

١۔ آب کوثر اُردو، فارسی، عربی، انگلش، پشتو

۲۔ آبِ کوثر کی کہانی

۳۔ ادب کی اہمیت

۴۔ اسلام میں شراب کی حیثیت

۵۔ البرہان اُردو، انگلش

۶۔ البرہان پڑھو

۷۔ الفوز الکبیر

۸۔ امت کی خیر خواہی

۹۔ امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خیر خواہی

۱۰۔ انتباہ دعوتِ غور وفکر

۱۱۔ انگوٹھے چومنا

۱۲۔ اہلِ اقتدار کے نام کھلا خط

۱۳۔ اہم پیغام

۱۴۔ اہم فتویٰ

۱۵۔ ایک غلط فہمی کا ازالہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں)

۱۶۔ ایمان افروز کتابیں

۱۷۔ بائیکاٹ کی شرعی حیثیت

۱۸۔ برالوالدین

۱۹۔ برزخی زندگی

۲۰۔ برکاتِ آبِ کوثر

۲۱۔ برکات درود پاک

۲۲۔ برکات درود شریف مع نصیحت نامہ

۲۳۔ برکات محافل درود شریف

۲۴۔ بیدار کن نصیحت

۲۵۔ بیدار کن واقعات

۲۶۔ بے ادبی کا وبال

۲۷۔ تاثرات البرہان

۲۸۔ تذکرہ سیّدی شاہ نقشبند

۲۹۔ تصوف اور ایمان کے موتی

۳۰۔ تعارف تقویۃ الایمان اُردو، فارسی

۳۱۔ تنبیہ الغافلین نصیحت نامہ

۳۲۔ تنقیدی نظر

۳۳۔ توحید

۳۴۔ توحید اور فرقہ بندی

۳۵۔ توکل علی اللہ

۳۶۔ ٹی بی اور ٹی وی

۳۷۔ ٹی وی کے ثمرات

۳۸۔ جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۳۹۔ جنت جانے کا آسان طریقہ

۴۰۔ جنت کی راہداری

۴۱۔ جنتی گروہ — اُردو، فارسی

۴۲۔ حاضر و ناظر (الیواقیت والجواہر) — اُردو، فارسی

۴۳۔ حقوق الزوجین

۴۴۔ حقوق العباد

۴۵۔ حکم الضعاف

۴۶۔ حمایتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۴۷۔ خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۴۸۔ خسارہ

۴۹۔ خطاب

۵۰۔ خطاب (دوم)

۵۱۔ خطاب شبِ معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۵۲۔ خطاب شبِ برأت

۵۳۔ خطاب شبِ قدر

۵۴۔ خلیفۃ اللہ

۵۵۔ خیر خواہی

۵۶۔ داڑھی کی اہمیت

۵۷۔ دعاء بعد از نمازِ جنازہ

۵۸۔ دعوت فکر

۵۹۔ دکھوں اور پریشانیوں کا علاج

۶۰۔ دنیا

۶۱۔ دو جہاں کی نعمتیں

۶۲۔ دو خزانے

۶۳۔ دو گھر

۶۴۔ دوزخ سے بچنے کا آسان طریقہ

۶۵۔ دوستی

۶۶۔ دینی مدارس اور ہم

۶۷۔ راہِ نجات — اُردو، فارسی

۶۸۔ ردِ شمس بازغہ

۶۹۔ سعی السعید

۷۰۔ سفرِ آخرت

۷۱۔ سفرِ آخرت اور قصرِ جنت

۷۲۔ سفر آخرت اور درود پاک

۷۳۔ سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

۷۴۔ سودخور کا انجام

۷۵۔ سیّدی محدث اعظم

۷۶۔ سیّدی محدث اعظم پر الزامات اور ان کا جواب

۷۷۔ سیدنا امام اعظم — اُردو، فارسی

۷۸۔ شانِ محبوبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۷۹۔ شرف امت حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۸۰۔ شرک اور توحید

۸۱۔ شفاعت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۸۲۔ شیطان کے ہتھکنڈے

۸۳۔ صراط مستقیم

۸۴۔ عاشقِ درود پاک (حاجی عبد الغنی مرحوم)

۸۵۔ عذاب الٰہی کے محرکات

۸۶۔ عربی مفردات

۸۷۔ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو واقعات

۸۸۔ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۸۹۔ عطائے حق

۹۰۔ عظمتِ نامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۹۱۔ عظمت کے پھول

۹۲۔ عظمت نامِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۹۳۔ عظمت نامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۹۴۔ عقیدہ کی اہمیت

۹۵۔ عمرِ رفتہ

۹۶۔ عورت کا مقام

۹۷۔ فتویٰ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۹۸۔ فتویٰ دیوبندی سنی فرق

۹۹۔ فتویٰ متعلقہ زکوٰۃ

۱۰۰۔ فضائل درود شریف

۱۰۱۔ فضائل سیدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا

۱۰۲۔ فیضان نظر

۱۰۳۔ قصرِ جنت

۱۰۴۔ قوم کے نام ایک کھلا خط

۱۰۵۔ کھلا خط

۱۰۶۔ مابعد الموت

۱۰۷۔ مال و دولت

۱۰۸۔ مبشرات و تاثرات

۱۰۹۔ مختار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۱۰۔ مستقبل

۱۱۱۔ مسجد ضرار

۱۱۲۔ معراجِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۱۳۔ مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۱۴۔ مکالمہ

۱۱۵۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۱۶۔ ناصحانہ اپیل

۱۱۷۔ نسبت

۱۱۸۔ نصائح ثمانیہ

۱۱۹۔ نصیحت (اول)

۱۲۰۔ نصیحت (دوم)

۱۲۱۔ نظر بد

۱۲۲۔ نقشہ اوقات نماز

۱۲۳۔ نماز اور وسوسے

۱۲۴۔ نماز کی اہمیت

۱۲۵۔ نیا نصیحت نامہ

۱۲۶۔ ولایت

۱۲۷۔ ہنگامی حالات اور درود پاک

۱۲۸۔ ہیرے اور جواہرات

۱۲۹۔ یادداشتیں

۱۳۰۔ یزید کون تھا

آپ کی مختلف کتب ورسائل کو ''مقالاتِ امینیہ'' کی شکل میں علیحدہ سے بھی شائع کر دیا گیا ہے۔ ان کے سات حصے شائع ہو چکے ہیں۔ ان مقالات میں اکثر کتب ورسائل وہی ہیں جن کے نام اوپر درج ہوئے ہیں۔ ساتوں جلدوں کے ۳۸۲۲ صفحات ہیں۔ ان مقالات میں جلدوار شائع ہونے والے رسائل کی تفصیل

درج ذیل ہے:

جلد اول:

اس جلد کے کل صفحات ۵۵۱ ہیں اور اس جلد میں درج ذیل ۱۱ رسائل و کتب شامل ہیں:

۱۔ عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

۲۔ حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

۳۔ توحید اور فرقہ بندی

۴۔ ردِ شمس

۵۔ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ

۶۔ جنتی گروہ

۷۔ فتویٰ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

۸۔ بائیکاٹ کی شرعی حیثیت

۹۔ نسبت

۱۰۔ یزید کون تھا

۱۱۔ ادب کی اہمیت

جلد دوم:

اس جلد کے صفحات ۵۰۶ ہیں اور اس جلد میں درج ذیل ۱۰ رسائل و کتب شامل ہیں:

۱۔ نماز کی اہمیت

۲۔ خسارہ

۳۔ الفوز الکبیر

۴۔ سودخور کا انجام

۵۔ الانتباہ

۶۔ دینی مدارس اور ہم

۷۔ دو گھر

۸۔ دو خزانے

۹۔ داڑھی کی اہمیت

۱۰۔ مابعد الموت

جلد سوم:

اس جلد کے کل صفحات ۶۱۸ ہیں اور درج ذیل ۱۴ رسائل پر مشتمل ہے:

۱۔ مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲۔ فضائل سیدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا

۳۔ حمایتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۴۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۵۔ احباب کے نام کھلا خط

۶۔ عطاءِ حق

۷۔ سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہمیت

۸۔ حکم الضعاف

۹۔ دعاء بعد نماز جنازہ

۱۰۔ ناصحانہ اپیل

۱۱۔ نظر بد

۱۲۔ تعارف تقویۃ الایمان

۱۳۔ فضائل نکاح

۱۴۔ راہِ نجات

جلد چہارم:

اس جلد کے کل صفحات ۵۸۰ ہیں اور یہ جلد درج ذیل کتب پر مشتمل ہے:

۱۔ عظمت نام سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فارسی)

۲۔ ایمان کے موتی

۳۔ تذکرہ شاہ نقشبند قدس سرہ

۴۔ برکات آبِ کوثر

۵۔ نصیحت برائے اولاد واحباب

جلد پنجم:

اس جلد کے کل صفحات ۵۵۸ ہیں اور اس میں درج ذیل رسائل شامل ہیں:

۱۔ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲۔ میلاد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۳۔ سیدی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حقوق الزوجین

۵۔ برزخی زندگی

۶۔ توکل علی اللہ

۷۔ فضائل شکر

۸۔ مال ودولت

۹۔ نصیحت (سوم)

۱۰۔ زکوٰۃ کے متعلق فتویٰ

۱۱۔ طلاق ثلاثہ

جلد ششم:

اس کتاب کے صفحات ۵۶۶ ہیں اور اس میں شامل رسائل کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ عورت کا مقام

۲۔ خیر خواہی

۳۔ داڑھی کی اہمیت

۴۔ شفاعت

۵۔ شرف امت

۶۔ دعوت فکر

۷۔ برکات محافل درود شریف

۸۔ حقوق العباد

۹۔ سعی السعید

۱۰۔ عذاب الٰہی کے محرکات

۱۱۔ قوم کے نام اہم پیغام

جلد ہفتم:

اس جلد کے کل صفحات ۵۴۳ ہیں اور درج ذیل ۱۸ رسائل پر مشتمل ہے:

۱۔ شانِ محبوبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲۔ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۳۔ دو جہاں کی نعمتیں

۴۔ غلط فہمی کا ازالہ

۵۔ مکالمہ

۶۔ نماز پڑھو

۷۔ مستقبل

۸۔ شرک اور توحید

۹۔ ہیرے اور جواہرات

۱۰۔ بیدار کن نصیحت

۱۱۔ شیطان کے ہتھکنڈے

۱۲۔ جمہوریت

۱۳۔ تنقیدی نظر

۱۴۔ بے ادبی کا وبال

۱۵۔ موجودہ دور کے بحرانوں کا علاج

۱۶۔ فیضانِ نظر

۱۷۔ اسلام میں شراب کی حیثیت

۱۸۔ جنت کی راہداری

ذیل میں آپ کی تالیفات وتصنیفات میں سے

(ا) آبِ کوثر

(ب) البرھان

(ج) خلیفۃ اللہ

کا اجمالی تعارف درج کیا جاتا ہے۔علاوہ ازیں آپ کی تصانیف کے مقاصد واہداف اور اسلوب و بیان پر بھی اختصار سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

آب کوثر

تالیف کا پس منظر واشاعت:

صاحب کوثر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات اقدس پر درود وسلام کا نذرانہ بھیجنا، من گھڑت روایات کے سہارے تراشا گیا افسانہ نہیں، بلکہ خالق کائنات، احد

وصمد ذات کا حکم ہے، جو اس نے اہل ایمان کو دیا۔ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور عقیدتوں اور محبتوں کا یہ نذرانہ ''مسلک اہل محبت'' رکھنے والے اصحاب کی خصوصی نشانی اور امتیاز ہے۔ دیوانگانِ عشق کا مسلک ہی دنیا سے نرالا ہوتا ہے۔

؎ دل زمحبوب حجازی بستہ ایم

درود پاک کے موضوع پر دنیا کی ہر زبان میں بے شمار کتابیں تحریر کی گئی ہیں جو اپنے انداز بیان، مواد اور دیگر حوالوں سے قابل قدر ''سرمایہ محبت'' ہیں۔ لیکن اردو زبان میں ''آب کوثر'' نے جس طرح اہل محبت کے دل موہ لئے ہیں اس کی نظیر پیش کرنا مشکل ہے۔

سبب تالیف:

۱۹۸۰ء میں حضرت فقیہ عصر دامت برکاتہم العالیہ نے امام ربانی، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ میاں بشیر احمد صاحب قبلہ حضرت صاحب کو لاہور تک اپنی گاڑی میں چھوڑ کر آئے، میاں صاحب کے گھر درود پاک کی ایک کتاب دیکھی جسکے اوراق بوسیدہ ہو چکے تھے وہ کتاب انکے والد صاحب کے زیر مطالعہ رہ چکی تھی، لاہور تک کے سفر میں حضرت نے اس کتاب کا مطالعہ فرمالیا۔ پھر اس کتاب نے درود پاک کے موضوع پر لکھنے کی تحریک پیدا کر دی۔ حضرت سرہند تشریف لے گئے۔ سرمایہ ملت کے نگہبان نے اپنے زائر کو فیوضات باطنیہ سے خوب نوازا ہوگا۔ بالآخر آپ فیوضات مجددیہ کے امین بن کر ارض مقدس تشریف لائے تو درود پاک کے ذریعہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکٹھا کرنے کا سوچا ان سوچوں نے آب کوثر کا رنگ

اختیار کیا اور ۱۵ جمادی الثانی ۱۰۴۱ھ کو یہ کتاب مکمل ہوگئی۔ پھر کیا تھا، حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے حوالے سے اقبال کی جو آرزو تھی اسکی تکمیل ہوتی رہی۔ وہ آرزو یہ تھی

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند

اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی

سچ کہا ڈاکٹر مسعود احمد مدظلہ العالی نے "گویا یہ (آب کوثر) ایک ساغر ہے جس میں عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شراب بھری ہوئی ہے۔"

اخلاص ومحبت کے جس جذبہ سے یہ سطور لکھی گئیں وہ بارگاہِ رب العزت میں قبول ہوا۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کوئی اپنے دامن دل کو ہر چیز سے خالی کر کے عشق ہی کی خیرات مانگے اور اسے عطا نہ ہو۔ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر مانگنے والوں کو اتنا عطا کیا جاتا ہے اسے الفاظ و بیان کا جامہ نہیں پہنایا جاسکتا۔ کیوں نہ ہو یہ انا اعطینا ک الکوثر کا فیض جو ہوا۔ لاہور سے رانا ریاض صاحب جو حضرت کو جانتے بھی نہ تھے مدینہ شریف سے مولانا فضل الرحمن مدنی کا پیغام لے کر آئے کہ یہ کتاب بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قبول ہے اسکی خوب اشاعت کرو۔

شان کریمی نے موتی سمجھ کے چن لئے

قطرے تھے جو میرے عرق انفعال کے

اب تک کم وبیش دو لاکھ "آب کوثر" شائع ہو کر شرق وغرب میں پہنچ چکی ہے۔ شاید ہی دنیا میں کوئی ایسا ملک ہو جہاں غلامانِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں اور وہاں ایک دو آب کوثر نہ پہنچی ہوں۔

اس کتاب کا فارسی ترجمہ (جو حضرت نے خود فرمایا) اور انگریزی ترجمہ (جو

پروفیسر خورشید الزماں ہاشمی نے کیا اب ان کا وصال ہو گیا اللہ تعالیٰ ان پر درود پاک کے طفیل اپنی رحمتیں نازل فرمائے) اہل محبت کے مشام ایمان کو معطر کر رہا ہے۔

اُردو زبان کی اس بے مثال کتاب کو برادرم ڈاکٹر محمد منیر ازہری نے عربی زبان میں منتقل کرنے کا شرف حاصل کیا۔ یہ کتاب علمی وعوامی حلقوں میں یکساں مقبول ہے۔ ہر طبقہ میں اس کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام رسول رضوی مدظلہ العالی لکھتے ہیں:

"یہ غافلین کے لئے تنبیہ، عاملین کے لئے تفریح، مشغول حضرات کے لئے جلاء وضیاء اور مبتلا کیلئے دفع بلا ہے۔"

(آب کوثر جہیز ایڈیشن ص:۷۲)

واعظین کیلئے اس کی اہمیت وضرورت کے حوالے سے علامہ سعید احمد اسعد نے ان الفاظ سے وضاحت کی "اس میں واعظین کے لئے وافر مواد موجود ہے۔ متعدد ایسے خطیب دیکھنے میں آئے کہ جب انہوں نے آب کوثر میں درج مواد سے اپنے سامعین کو محظوظ فرمایا تو پورے مجمع پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی"۔ (آب کوثر جہیز ایڈیشن ص:۸۶)

ڈاکٹر محمد اظہر اسکی کشش کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"آب کوثر ایک مقناطیسی حیثیت کی حامل تصنیف ہے، جس جس کی بھی نظر پڑی وہ اس کا گرویدہ ہو گیا۔

؎ دامن دل می کشد کہ جا اینجا است

والا معاملہ ہے۔ پہلی ہی نظر میں یہ قاری کو اپنا اسیر بنا لیتی ہے۔

(آب کوثر جہیز ایڈیشن ص:۵۸)

یہ کتاب صوری اور معنوی اعتبار سے حسن و جمال کا مرقع ہے کیوں نہ ہو یہ ذکر اس ''حسن کائنات'' کا ہے جس کے جلوے کائناتِ حسن میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اگر احمد علی بھٹہ نے کتابت کے حوالے سے اپنی خداداد صلاحیتوں کے جوہر دکھائے تو مکتبہ صبح نور نے حسنِ طباعت کیلئے تمام تر کاوشیں کیں۔ اس وقت یہ کتاب تین طرح کے ایڈیشن (چھپائی کے اعتبار سے) میں دستیاب ہے۔

۱۔ جہیز ایڈیشن:

یہ فہرست سمیت ۵۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اعلیٰ جلد اور خوبصورت سبز کاغذ جس سے یقینا سبز گنبد کا تصور ذہن میں آئے گا۔ مضبوط چرمی جلد اور اس کے باہر خوبصورت گتے کا cover ہے۔

۲۔ مجلد:

یہ مضبوط اور خوبصورت جلد میں ۳۲۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

۳۔ کارڈ والی جلد:

یہ ۲۸۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

ترتیب ابواب:

جہیز ایڈیشن کے مطابق اس کتاب کے ابواب کی تقسیم اس طرح ہے۔ خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے نعتیہ کلام کے بعد تاثرات ہیں جن کی تعداد ۵۳

ہے۔ یہ تاثرات ان خطوط کی روشنی میں ترتیب دیئے گئے ہیں جو لوگوں نے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اثرات کو دیکھ کر لکھے ہیں۔ یہ ۸۶ صفحات پر مشتمل ہیں۔

حرف آغاز کے عنوان سے القول البدیع اور جذب القلوب کے حوالہ سے، درود پاک کے ۵۵ فوائد درج کئے ہیں۔ اور بقیہ فوائد حضرت صاحب مدظلہ العالی نے بیان کئے ہیں۔ جہیز ایڈیشن میں باب کا لفظ تو نہیں لیکن دیگر ایڈیشن کے مطابق ابواب کی تفصیل درج ذیل ہے:

باب اول

ا۔ درود پاک کی فضیلت احادیث مبارکہ سے۔
(ص: ۱۲۲ جہیز ایڈیشن)

ب۔ جمعہ کو درود پاک پڑھنے کی فضیلت۔
(ص: ۱۸۷)

ج۔ سرکارِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود درود پاک سنتے ہیں۔
(ص: ۱۹۷)

د۔ درود پاک نہ پڑھنے کی وعید۔
(ص: ۲۰۴)

ر۔ متفرق
(ص: ۲۲۲)

ان عنوانات کے تحت اس باب میں کل ۱۱۳ احادیث بیان کی گئی ہیں۔

باب دوم

درود پاک کی فضیلت اقوال مبارکہ سے۔ (ص:۲۴۵ تا ۲۷۸)

اس باب میں سلف صالحین ،مفسرین، محدثین اور صوفیہ حضرات کے ۵۳ اقوال دیئے گئے ہیں جن سے درود پاک کی اہمیت اور فضیلت پر روشنی پڑتی ہے۔

باب سوم

درود پاک کے متعلق واقعات۔

(ص:۲۷۹ تا ۴۵۴)

ا۔ دینوی مصیبتوں اور پریشانیوں کا دفیعہ درود پاک سے۔

ب۔ دنیاوی انعامات اور بشارتیں۔

ج۔ جاں کنی میں آسانی کے واقعات۔

د۔ درود پاک کی برکت سے قبر میں انعام۔

ر۔ درود پاک کی برکت سے آخرت میں انعامات۔

س۔ متفرق واقعات۔

ص۔ درود پاک میں بخل کرنے والوں کے واقعات۔

اس طرح ص:۲۷۹ تا ۴۵۴ سے کل ۱۲۱ واقعات درج کئے ہیں۔آخر میں ادب کرنے والوں پر انعام کے ۴ اور بے ادب لوگوں کے ۴ واقعات درج ہیں۔ ص:۴۶۵ سے آب کوثر کی برکات کے ضمن میں واقعات کا آغاز کیا گیا ہے جو ص:۴۹۲ تک پھیلے ہوئے ہیں۔اس طرح تیسرے باب میں درود پاک کے مختلف عناوین کے تحت ۱۴۴ واقعات نقل کئے گئے ہیں۔آخر میں خاتمہ کے عنوان سے درج ذیل موضوعات زیر بحث لائے گئے ہیں:

۱۔ درود پاک پڑھنے کے آداب۔

ص: ۴۹۷ تک ۱۳ آداب درج کئے گئے ہیں۔

۲۔ درود پاک کے صیغے (کیفیات)

اس عنوان کے تحت ۱۳ صیغے درج کئے ہیں۔

انداز بیاں:

آب کوثر پڑھتے ہوئے قاری کو کسی فنی موشگافیوں کا سامنا نہیں کرنا پڑتا بلکہ مشکل سے مشکل مضمون کو اتنے سہل اور سادہ اسلوب میں بیان کیا گیا ہے کہ ہر اردو خواں اسے بہ آسانی سمجھ سکتا ہے۔ حضور سیدی و مرشدی مفکر اسلام علامہ محمد کریم سلطانی مدظلہ العالی اس ضمن میں تحریر فرماتے ہیں:

''زبان اتنی آسان کہ بچے بھی روانی سے پڑھ سکیں، زبان میں اتنی مٹھاس کہ ختم کئے بغیر چھوڑنے کو جی نہ چاہے۔''

گوجرانوالہ سے ڈاکٹر محمد اظہر لکھتے ہیں:

''آپ نے عام فہم زبان استعمال فرما کر بہت اچھا کیا اس سے عام قاری بھی بھرپور فائدہ اٹھا سکتا ہے۔''

تاثرات و مبشرات:

آب کوثر سے جو لوگ مستفیض ہوئے انہوں نے اپنے قلبی جذبات الفاظ کے جامہ میں حضرت کو روانہ کئے وہ بھی کتابی صورت میں چھپ چکے ہیں۔ ان سے قاری کے دل میں آب کوثر کی اہمیت اور محبت بڑھ جاتی ہے جو ساقئ کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پر منتج ہوتی ہے۔

البرھان

آں چناں کزبیم آدم دیودود
درجزائر دررسیدنہ ازحسد
ہم زبیم معجزاتِ انبیاء
سرکشیدہ منکراں زیر گیا

(مثنوی)

جس طرح شیاطین اور وحوش، آدمی کے خوف اور حسد سے جزائر میں بھاگ گئے اس طرح منکرلوگ انبیاء کے معجزات کے خوف سے (کیونکہ ان کو قبول نہ کرنے سے عذاب ہوتا ہے) گھاس کے نیچے پناہ لیتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کا مطالعہ آپ کی شخصیت مقام ومرتبہ کوبھی واضح کرتا ہے اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جذبہ کو اجاگر کرتا ہے جس سے اطاعت واتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فکر نمو پاتی ہے۔ ہر دور میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لکھی گئی کتابوں میں معجزات پر سیر حاصل بحث کی گئی اور عقائد کی کتابوں میں فلسفیانہ نکتہ نظر سے اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کو واضح کیا گیا۔لیکن اس موضوع پر عربی میں بے شمار کتب لکھی گئیں۔

ان میں سے بعض ''دلائل النبوۃ'' کے نام سے موسوم ہوئیں۔گمان ہے کہ عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ(متوفی ۲۷۶) کی اس موضوع پر اس نام سے پہلی کتاب ہے۔اس نام سے لکھنے والے دیگر مصنفین میں ابواسحاق ابراہیم المالکی (متوفی ۳۲۰)،ابونعیم الاصبھانی (متوفی ۴۳۰)،جعفر بن محمد (متوفی ۴۳۲)،ابواسحاق ابراہیم الحربی (متوفی ۲۸۵)اور دیگر علماء نے اس عنوان کیلئے خصائص النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے بھی کتب تحریر کیں۔ یہ موضوع ہر دور میں اتنا دلچسپ رہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض معجزات کو علیحدہ تحقیق کیلئے منتخب کیا گیا۔اس سلسلہ میں علی بن داؤد بن سلیمان الاصبھانی (متوفی ۴۳۶) کے رسالہ ''رسالۃ فی شق القمر'' کی مثال بیان کی جاسکتی ہے۔

اردو میں بھی اس موضوع کو اہل قلم نے اپنی اپنی فکر کے مطابق موضوعِ تحقیق بنایا لیکن جس قدر مواد فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب البرھان میں ہے وہ کسی دوسری میں نظر نہ آئے گا۔یہ کتاب اس اعتبار سے واقعی برہان ہے۔برھان ایسی یقینی اور قطعی دلیل کو کہتے ہیں جس کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت نہ ہو۔علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں:

ان اللہ تعالٰی اعطی لکل بنی آیة و برھانا لیقیم به الحجة علی الامة وجعل نفس النبی علیه السلام برھانامنه وذلک لان برھان الانبیاء کان فی الاشیاء غیر انفسھم مثل ماکان برھان موسی فی عصاہ وفی البحر الذی انفجرت منه اثنتا عشرہ عینا و کان نفس النبی علیه

السلام برهانا منه وذلک لان برهان عينيه ماقال عليه السلام (لاتستبقونی بالركوع والسجود فانی اراكم من خلفی كماارا كم من امامی) وبرهان بصره (مازاغ البصر وماطغی) وبرهان انفه قال (انی لاجد نفس الرحمان من قبل اليمن) وبرهان لسانه (وماينطق عن الهوی ان هو الا وحی يوحی) وبرهان بصاقه ماقال جابر رضی اللہ عنه انه امر يوم الخندق لاتخبزن عجينكم ولا تنزلن برمتكم حتی اجیٔ فجاء فبصق فی العجين وبارک ثم بصق فی البرمة وبارک فاقسم باللہ انهم لاكلوا وهم الف حتی تركوه واتصرفوا وان برمتنا لتفط ای تغلی وان عجيتنا ليخبز كماهو۔ وبرهان تغله انه تفل فی عين علی كرم اللہ وجهه وهی ترمد جریٔ باذن اللہ يوم خيبر ۔وبرهان يده ماقال تعالیٰ (وما رميت اذ رميت ولكن اللہ رمی) وانه سبح الحصی فی يده:

قال العطاری:

؎ داعیٔ ذرات بود آنن پاک ذات

در كفش تسبيح ازان كفتی حصار

وبرهان اصبعه انه اشار باصبعه الی القمر فانشق فلقيتن حتی رؤی حراء بينهما

؎ ماہ را انگشت او بشگافتہ

لھر از فرمائش از بس تافتہ

وبرهان مابين اصابعه انه كان الماء ينبغ من بين اصابعه حتى شرب منه ورفعه خلق عظيم۔ وبرهان صدر انه كان يصلى ولصدره ازين كازيز المرجل من البكاء۔ وبرهان قلبه انه تنام عيناه ولا ينام قلبه وقال تعالىٰ (ما كذب الفؤاد ما رآى) وقال (الم نشرح لک صدرک) وقال نزل به الروح الامين على قلبک)

الغرض عارف حقی کی یہ تفسیر لفظ ''البرہان'' کا اجمال تھی تو فقیہ عصر کی ''البرہان'' اس اجمال کی تفصیل یا یوں کہہ لیجئے علامہ حقی کی تفسیر متن تھی اور ''البرہان'' اس متن کی شرح ہے۔

سببِ تالیف:

حضرت فقیہ عصر دامت برکاتہم العالیہ نے ''البرہان'' کا سبب تالیف ص:۵ تا ۷ میں خود بیان کیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: محمد پورہ گلزار مدینہ مسجد میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے موئے مبارک پر بیان ہوا۔ الحاج شیخ محمد امجد صاحب نے اس بیان کی اشاعت کا اصرار کیا۔ دوسری طرف فضائل وکمالاتِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان پر ملنے والے انعام جن کا ذکر شرح الصدور ص:۱۱۸ پر درج ہے، کا واقعہ ہے جو اس کتاب کو مرتب کرنے کا سبب بنے۔

مدت تالیف:

یہ کتاب تقریباً آٹھ ماہ ۱۵ دن میں مکمل ہوئی۔ کتاب کے آغاز میں آغاز تالیف یکم ذوالقعدہ ۱۴۱۴ھ بروز بدھ درج ہے جبکہ کتاب کے اختتام پر ۱۵ رجب المرجب ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۹ دسمبر ۱۹۹۴ء کی تاریخ لکھی گئی ہے۔

ماخذ و مصادر:

کسی کتاب کے معیار کا اندازہ اس کے بنیادی ماخذ سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔ معجزات پر عربی میں کثیر تعداد میں کتابیں لکھی گئی ہیں جن کا اجمالی ذکر ہو چکا ہے۔ لیکن زیر نظر کتاب میں ان عربی کتب سے علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی خصائص کبریٰ اور علامہ یوسف نبہانی کی حجۃ اللہ علی العلمین کو پیش نظر رکھا گیا اور دیگر حوالہ جات تفاسیر کتب احادیث وسیرت سے اکٹھے کئے گئے ہیں اس طرح معجزات کے اسلامی ذخیرہ میں یہ جامع ترین کتاب بن گئی جو مواد، حسن ترتیب اور حوالہ جات کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے۔ حوالہ جات کی تخریج علامہ سعید احمد اسعد اور علامہ غلام مصطفی شا کرنے کی ہے۔

اس کتاب کے مآخذ کی تعداد تقریباً ۹۰ ہے۔ جن میں چند درج ذیل ہیں۔ یہ فہرست محققین کیلئے نہایت مفید ہو گی جو اس کتاب کا علمی پایہ معلوم کرنے میں مدد و معاون ثابت ہو گی۔

کتب تفاسیر:

مفاتیح الغیب، ابن کثیر، ابن جریر طبری، درمنثور، مظہری، حاشیہ جلالین، روح البیان، اکلیل، روح المعانی

کتب احادیث:

صحاح ستہ کے علاوہ مشکوٰۃ، صحیح ابن خزیمہ، مسند احمد، الترغیب والترہیب، مصابیح السنتہ، سنن دارمی، مستدرک حاکم، موطا امام مالک، ریاض الصالحین، المعجم الاوسط، طبرانی کبیر، کنز العمال۔

کتب احادیث کی درج ذیل شروحات کے حوالہ جات بھی ہیں:

فتح الباری، عمدۃ القاری، مرقاۃ، اشعۃ اللمعات۔

علاوہ ازیں اصول حدیث کے حوالہ سے اللالی المصنوعۃ اور موضوعات کبیر۔

کتب فقہ:

ردالمحتار، امداد الفتاوی، فتاوی ابن تیمیہ، فتاوی عزیزی، احکام شریعت، طحطاوی علی المراقی، علم الفقہ۔

کتب سیرت وتاریخ:

سیرت حلبیہ، شفا، شرح شفا، مواہب اللدنیہ، زرقانی علی المواہب، انوار محمدیہ، جواہر البحار، شواہد النبوۃ، مسالک الحنفاء، سیرت مصطفی، سیرت رسول عربی، البدایہ والنہایہ، مختصر تاریخ دمشق ابن عساکر، سیرت ابن ہشام، جذب القلوب، حکایات صحابہ۔

درود پاک کے حوالہ سے لکھی گئی درج ذیل کتب بھی اہم مآخذ ہیں:

دلائل الخیرات، مطالع المسرات، سعادت الدارین، القول البدیع۔

کتب تصوف:

مکتوبات امام ربانی، اخبارالاخیار، انفاس العارفین، امدالسلوک، کشف المجوب، جامع کرامت اولیاء، الابریز، مقامات امام ربانی، حالات مشائخ نقشبند، مثنوی، جمال الاولیاء، جواہر مجددیہ، الیواقیت والجواہر، انقلاب حقیقت۔

لغت: لسان العرب

علم العقائد: فقہ اکبر

علم تعبیرالرویاء: تعطیر الانام

دیگر:

خلاصۃ العارفین، درۃ الناصحین، قلیوبی، شمول الاسلام، رونق المجالس، بہجۃ المحافل، المقاصدالسنیہ، الدرج المنیفہ، تنبیہ الغافلین، نزہۃ الناظرین۔

شاعری:

دیوان حسان بن ثابت، کلیات اقبال، حدائق بخشش، کلام پیرمہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ابواب کی ترتیب اوراہم مباحث:

کتاب ۹ ابواب پر مشتمل ہے۔ جن کی ترتیب درج ذیل ہے۔ یہ ترتیب چھٹے

ایڈیشن ۱۴۱۷ھ کے مطابق ہے۔

پہلا باب

دوسرا باب

تیسرا باب

چوتھا باب

پانچواں باب

چھٹا باب

ساتواں باب

آٹھواں باب

نام پاک کی برکتیں اور کمالات (۴۳۰ تا ۴۹۰ مع ۸ صفحات کا ضمیمہ)

نواں باب

چند نصیحت کی باتیں (ص: ۴۹۱ تا ۵۱۵)

فہرست مضامین (ص: ۵۱۶ تا ۵۲۸)

درج بالا عنوانات سے کتاب میں بیان کردہ مباحث کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور صفحات سے ابواب کی ضخامت کا پتہ چلے گا۔ البتہ بعض تحقیقات ایسی ہیں جن کا اندازہ اس فہرست سے نہیں ہوسکتا ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ فضلات مبارکہ کی طہارت

(ص: ۳۷)

۲۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سایہ نہ ہونا

(ص: ۵۲)

۳۔ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے والدین کریمین کا ایمان۔

(ص: ۱۲۹)

اس تحقیق میں فاضل مصنف بیک وقت مفسر، محدث، فقیہ اور محقق کے روپ میں سامنے آتے ہیں۔ بالآخر اکتالیس صفحات کی بحث کے بعد یہ تمام روپ ایک عاشق صادق کی صورت میں جلوہ نما ہوتے ہیں۔

۴۔ معجزہ ردشمس

(ص: ۱۹۲)

۵۔ نام مبارک پر انگوٹھے چومنے کا مسئلہ

(ص: ۴۵۹)

اسلوب بیان:

کتاب کے اسلوب بیان کو سمجھنے کیلئے علامہ ارشد القادری مدظلہ العالی کا یہ بیان کافی ہے: ''معجزات کے موضوع پر اتنی جامع کتاب جو مثبت اور منفی دونوں اعتبار سے محاسن کی حامل ہو میری نظر سے نہیں گذری، اختلافی مسائل میں موصوف کے تجربات و معلومات کا دائرہ بہت وسیع ہے اس لئے ان کی یہ کتاب علماء کو بھی مسلح کرتی ہے۔ پیرائیہ بیان بھی عالمانہ ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت عام فہم اور دلنشین ہے۔ مضامین کی ترتیب میں یہ انداز سراہنے کے قابل ہے کہ عربی عبارتوں کا ترجمہ لفظی نہیں بلکہ سلیس اردو میں تفہیم ہے جس سے غیر عربی دان حضرات کو عبارت کا مفہوم سمجھنے اور ذہن نشین کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

پڑھنے والا یہ محسوس کرتا ہے کہ انداز بیاں انتہائی دلچسپ، لہجہ متین استدلال محققانہ اور نکات عارفانہ ہیں۔ آپ کے حقیقت نگار قلم نے اہل سنت کے مؤقف کو ٹھوس اور واضح دلائل، عقلی و نقلی حقائق سے ثابت کیا ہے۔ بعض مقامات پر خوبصورت اشعار نے کتاب کی ادبی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ مصنف نے عربی، اردو، فارسی اور پنجابی کے اشعار کے ذریعے بعض مفاہیم کو اجاگر کیا۔ نفس مضمون کے اختتام پر درود پاک لکھنے کا اہتمام قبلہ حضرت صاحب کے دل سے جاری ہونے والے محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوار کا مظہر ہے۔

کتاب کی مقبولیت:

اہل محبت نے اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیا کیونکہ اس میں ان کے ایمان کی تقویت اور آخرت کی نجات کا سامان موجود ہے۔اب تک اس کے چھ سے زائد ایڈیشن چھپ کر عوام وخواص میں مقبول ہو چکے ہیں اور اہل محبت کا ہر طبقہ اس سے خوب استفادہ کر رہا ہے۔اس کی مقبولیت کا یہ بھی سبب ہے کہ عبارت عام فہم اور سادہ ہے، الفاظ کم نظر والے بھی با آسانی پڑھ سکتے ہیں۔ویسے بھی اس کو پڑھنے کیلئے شاید نورِ بصارت کی اتنی ضرورت نہیں جتنی نورِ بصیرت کی ہے۔اس کو سمجھنے کیلئے دانش برہانی کی نہیں فراست ایمانی کی ضرورت ہے۔اس کی سطر سطر کہہ رہی ہے:

عقل قرباں کن بہ پیشِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اس کے انگریزی ترجمہ (جو پروفیسر خورشید الزماں ہاشمی نے کیا) نے بھی کتاب کو مقبول بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ترجمہ کی اہمیت کے حوالہ سے سید سعادت علی قادری لکھتے ہیں:

''البرہان کا انگلش ترجمہ کرا کے مصنف نے اس کا دائرہ مزید وسیع کر دیا ہے کہ نہ صرف مسلمان اس سے استفادہ کر سکتے ہیں (جو اردو نہیں جانتے) بلکہ غیر مسلموں کو بھی یہ کتاب پیش کر کے دامن رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے وابستگی کی دعوت دینے میں آسانی ہوگی کہ بعض نام نہاد مسلمانوں نے ہی میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بے داغ و بے عیب شخصیت کو غیر مسلموں کی نظروں میں اس قدر مشکوک بنا دیا ہے کہ وہ آپ کے کسی اور پیغام پر توجہ دینے کیلئے آمادہ نہیں ہوتے۔انگلش البرہان ان کے شکوک وشبہات کو یقیناً دور کر دے گی۔''

خلیفۃ اللہ

خلیفہ، لغوی و اصطلاحی مفہوم:

حضرت علامہ غلام رسول سعیدی اس حوالے سے یوں رقمطراز ہیں کہ خلیفہ نائب یا قائم مقام کو کہتے ہیں جب اصل شخص خود کارحکومت انجام نہ دے سکے تو اس کا خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے۔ مثلاً اصل شخص کہیں چلا جائے تو عارضی طور پر اس کی جگہ کام کرنے کے لیے خلیفہ مقرر کرتے ہیں۔ یا اصل شخص فوت ہو جائے تو اس کی جگہ خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہیں جانے یا فوت ہونے سے پاک ہے۔ تو پھر اس کو خلیفہ کی کیا ضرورت تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خلیفہ کی ضرورت نہ تھی بلکہ بندوں کو ضرورت تھی۔ کیونکہ انسان اپنی مادی کثافت اور عدم قرب کے حجابات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے براہ راست فیض حاصل نہیں کر سکتا تھا اور اس سے احکام وصول نہیں کر سکتا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے اور بندوں کے درمیان ایک خلیفہ بنایا اور اس کا نام نبی اور رسول رکھا۔ خلیفہ کا ایک معنی یہ ہے کہ جو اللہ کا نائب ہو اور اس کا خلیفہ

ہو اور اللہ سے احکام حاصل کر کے بندوں تک پہنچائے یہ معنی نبی اور رسول کے مترادف ہے۔

پیر محمد کرم شاہ لفظ خلیفہ کی عارفانہ توجیہہ پیش کرتے ہوئے اسماعیل حقی کے حوالہ سے لکھتے ہیں: انسان مختلف عناصر سے مرکب ہے۔ اس کی صورت کا تعلق عالم محسوس سے ہے اور اس کی روح کا تعلق عالم غیب ملکوتی سے ہے۔ صورت وروح کے علاوہ اس میں ایک پوشیدہ قوت ہے جو انوار ربانی کے فیض کو قبول کرنے کی استعداد رکھتی ہے۔ اچھی تربیت سے وہ عالم محسوس سے ترقی کر کے عالم غیب تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی پیروی سے اس عالم جبروت وعظموت کی راہیں کھلتی ہیں۔ وہ نور الٰہی جو اس اطاعت و پیروی کی برکت سے اسے حاصل ہوتا ہے اس سے وہ جمال وجلال کے انوار وتجلیات کا مشاہدہ کرتا ہے۔

فسبحان اللہ احسن الخالقین

انسان کو جو صرف خاک کا پتلا سمجھتے ہیں کاش اس کی حقیقت پر غور کریں تاکہ ان میں اپنے بلند مقام پر پہنچنے کی تڑپ پیدا ہو۔ یہ وہ ذرہ ہے جس کے سامنے آسمان کی رفعتیں سرنگوں ہیں اور یہ وہ قطرہ ہے جس میں سمندروں کی گہرائیاں ہیں۔ خلیفہ کے مفہوم کو احمد مصطفی المراعی یوں بیان کرتے ہیں

"خلیفة عن اللہ فی تنفیذ أو امرہ بین الناس"

یعنی خلیفہ وہ ہوتا ہے جو احکامات الٰہیہ کو لوگوں میں نافذ کرے۔

خلافت الٰہی کا منتہائے کمال صرف وجود مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دکھائی دیتا ہے۔ خلافت ونیابت الٰہی کی آخری حد حقیقت محمدی ہے۔ عرفاء فرماتے

ہیں کہ خلافت و نیابت الٰہی چار اقسام پر مشتمل ہے۔

۱۔ نیابت و مظہریت فعلی

۲۔ نیابت و مظہریت اسمی

۳۔ نیابت و مظہریت صفاتی

۴۔ نیابت و مظہریت ذاتی

پہلی تین صورتیں ہر ایک کے حسب حال جملہ انسانوں، صلحاء، اولیاء، انبیاء کو حاصل ہیں لیکن آخری صورت صرف ذات مصطفوی کو حاصل ہے۔ اسی لئے یہ حقیقت ہے کہ حقیقت محمدی کو کوئی نہ پا سکا۔

مکتوبات امام ربانی میں ہے: حقیقت محمدی کائنات میں سب سے پہلا ظہور اور تمام حقائق کی اصل ہے۔ اسی معنی کے اعتبار سے کہ تمام حقائق خواہ وہ انبیائے کرام کی حقیقتیں ہوں یا ملائکہ عظام کی وہ سب حقیقت محمدی کا سایہ ہیں اور آپ کی حقیقت ان سب کی اصل اور سرچشمہ ہیں۔ (مکتوب ۱۲۲)

''خلیفۃ اللہ'' ایسی ہی کتاب ہے جس میں لفظ خلیفہ کے مفاہیم کو فاضل مصنف نے واضح کیا ہے۔ بنیادی طور پر اس مفہوم کی وضاحت کے لیے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات اور علوم معارف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین اولیاء کاملین کی کرامات جو درحقیقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات ہی ہیں۔ خلیفۃ اللہ روح وجان کائنات میں محبت کی وہ اقلیم ہے۔ جس میں مومن کی شوریدگی اور وارفتگی اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ وہ ماسوا اللہ سے بے تعلق اور بے نیاز ہو کر غیریت کے تمام پردے چاک کر دیتا ہے۔ وہ اپنے شاہد حقیقی سے وصل آشنا ہونے کیلئے

زندگی کی تمام لذتیں قربان کر بیٹھتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ قبلہ فاضل مصنف کے نزدیک لذتِ آشنائی حاصل کرنے کے لیے محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب سے بڑا ذریعہ ہے۔خلیفۃ اللہ کے معنوی فضائل وخصائل اور لطافتوں کی وضاحت کے لیے بہت سی کتب موجود ہیں لیکن خلیفۃ اللہ کے جمالیاتی مطالعہ کے لئے حضور قبلہ فقیہ العصر کا کام اس قدر محبت بھرا ہے کہ جس کی مثال مشکل ہے۔حضور فقیہ العصر کی فکری اور طبعی ساخت حسن مآب ماحول میں رہتی ہے۔اور انہیں یہ سلیقہ بھی ہے کہ جمال مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی باتیں اور کیفیتیں نرم وگداز قلم کے حوالے کیسے کی جاتی ہیں۔حضور فاضل مصنف نے جمال مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خلیفۃ اللہ کے رنگ میں محبت بھرے انداز سے قلم بند کر کے گویا اخروٹ توڑ کر مغز فراہمی کا فریضہ خوب نبھایا ہے۔یہ وہ زینہ محبت ہے جس پر قدم رکھنا معراج حیات ہے۔اس محبت نگر کی جو خوشبو پالیتا ہے اس کی سوچوں، اس کے خیالات، اس کے تصورات، اس کے فتاویٰ، اس کے اعمال اور اسکی تحقیقات سب خوشی سے ایک زنجیر پہن لیتی ہیں ادب کی، احتیاط کی، حزم کی، ورع کی، محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات میں کھوئے رہنے کی اور ڈوبے رہنے کی۔حضور فقیہ العصر پیار، محبت، احتیاط اور ادب کی راہوں میں چلنے والے انسان ہیں۔حقیقت تو یہ ہے کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زلف جنت گیر کے اسیر ہیں۔

حضور فقیہ عصر نے اپنی تصنیف خلیفۃ اللہ میں صفحہ ۱۸۶ تک معجزات کی روشنی میں کمالات نبوی کو بیان کیا ان کی تعداد تقریباً ۱۲۳ ہے۔اس سلسلہ کی تفصیلات حضور فقیہ عصر کے شاہکار ''البرہان'' میں ہیں۔ صفحہ ۱۸۶ سے کرامات کا آغاز اس عنوان

سے ہوتا ہے۔

۱۔فصل اول: خلافت الٰہیہ کے کارنامے جو ولیوں کی آنکھ سے ظاہر ہوئے اس عنوان سے ۱۹۹ کرامات درج کی گئی ہیں۔ جبکہ

۲۔ فصل دوم: میں اولیاء کی زبان سے ظاہر ہونے والے کارنامے درج ہیں ان کی تعداد ۲۰ ہے۔ کرامات کے سلسلہ میں کل پانچ فصلیں لکھنے کا ارادہ تھا لیکن بوجوہِ دیگر تکمیل نہ ہوسکی دیگر تین فصلیں درج ہیں۔

۳۔ خلافت الٰہیہ کے کارنامے جو ولیوں کے ہاتھ سے ظاہر ہوئے۔

۴۔ خلافت الٰہیہ کے کارنامے جو ولیوں کے کان سے ظاہر ہوئے۔

۵۔ خلافت الٰہیہ کے متفرق کارنامے۔

فصل ششم میں ان کمالات کے انکار کرنے والے لوگوں کے انکار کی وجوہات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

فصل ہفتم میں حاضروناظر نہ ماننے کی وجہ پر بحث کی گئی ہے۔ اس طرح یہ حصہ چار فصلوں پر مشتمل ہے جبکہ فصل ۳، ۴، ۵ مکمل نہ ہوسکیں۔

کتاب کی آخری سطور میں قاری کو آب کوثر اور البرھان پڑھنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔

فہرست سمیت ۲۵۲ صفحات کی اس کتاب پر تاریخ اختتام ۱۵ ربیع الاول شریف مطابق ۳۰ جون ۱۹۹۸ء درج ہے۔

اولیاء کی کرامات پر بہت سی کتب لکھی گئی ہیں لیکن ہاتھ، آنکھ اور کان کے حوالہ سے اکٹھی کرامات غالباً اس کتاب کی خصوصیت ہے۔ گویا کتاب کا یہ حصہ

بخاری کی اس حدیث کی عمدہ شرح ہے جس میں بیان کیا گیا ہے:

عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ان اللہ قال من عادي لي وَلِيّاً، فقد آذنتہ' بِالْحَرْبِ، وَمَاتَقرّبَ اِلَیّ عَبْدِیْ بِشَیْیءٍ اَحَبَّ اِلَیّ مِمّا افْتَرَضْتُه' عَلَیْهِ، وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقرّبُ اِلَیّ بالنّوَافِلِ حَتّیٰ أحِبّه' کُنْتُ سَمْعُهُ الذی یَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الذی یُبْصِرُبِهِ، وَیَدَهُ الّتی یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلُهُ التی یَمْشِیْ بِهَا، وَاِنْ سَألَنِیْ لَأُعْطِیَنّهُ، وَلَئِنْ اِسْتَعَاذَ بِیْ لَأُعِیْذَنّهُ، وَمَا تَرَدّدت عَنْ شَیْءٍ، أنافاعِلُهُ تَرَدُّدِی عَن نَفْسِ المُؤمِنِ، یَکْرَہُ الْمَوْتَ، وَأنا أکْرَہُ مَسَاءَتَهُ۔

اللہ فرماتا ہے جس نے میرے ولی سے عداوت کی میرا اس سے اعلان جنگ ہے۔ اور جن چیزوں کے ذریعے بندہ مجھ سے نزدیک ہوتا ہے ان میں سب سے زیادہ محبوب چیز میرے نزدیک فرائض ہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میری طرف نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان ہوجاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہوجاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہوجاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگ کر بڑی چیز سے بچنا چاہے تو میں اسے ضرور بچاتا ہوں۔

ایک وقت آتا ہے کہ انسان کے اوصاف بشریت کئی معاملات میں خصائص

نوارنیت سے بدل جاتے ہیں۔ پھر اس ملکوتی صفت انسان کیلئے مادی دنیا کے کئی ضابطے اور پابندیاں نرم پڑ جاتی ہیں۔ زمان و مکان کی قیود اور قرب و بعد کی حدود اس کیلئے کوئی معنی نہیں رکھتیں وہ باطنی آنکھ سے دور نزدیک کا مشاہدہ کرتا ہے اور باطنی کان سے پست و بلند آواز کو سنتا ہے۔ وہ روحانی قوت سے مختلف مقامات پر آتا جاتا ہے۔ جسمانی کثافت اسکی روحانی لطافت کے سامنے اس قدر ماند پڑ جاتی ہے کہ وہ کسی رکاوٹ کا باعث نہیں بن سکتی۔ انسانی شخصیت کے اس ملکوتی پہلو کا فروغ بزرگوں کی حسی کرامت کی بنیاد ہوتا ہے۔ جسے بعض اوقات نہ سمجھ سکنے کے باعث ذہنوں میں اعتراضات جنم لیتے ہیں۔ درحقیقت انسانی شخصیت کا یہ گوشہ جو مظہریت حق سے عبارت ہے صرف نور حق سے ہی معلوم ہوسکتا ہے۔ اس کا صحیح فہم انسان کی کسبی استعدادوں سے نہیں بلکہ خدا کی وہبی صلاحیتوں سے ممکن ہے۔

حضرت فقیہ عصر کی تصانیف پر عمومی نظر ڈالی جائے تو اس میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور متعلقات سیرت پر تصانیف و تالیفات کی تعداد زیادہ ہے۔ گویا ایک علمی، فکری، اور عملی پیغام ہے کہ مسائلِ امت اور ان کا حل، مصطفٰے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ رہنے میں ہے۔

فقیہ العصر (دامت برکاتہم العالیہ) کی تصانیف

(مقاصد واہداف)

انسان اس فانی زندگی کے لمحات میں جو قدم بھی اٹھاتا ہے اس کے پیشِ نظر کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے۔ بعض لوگ دنیاوی مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہیں اور بعض متاع دنیوی کو سراب سمجھتے ہوئے حیات جاوداں کی تلاش میں رہتے ہوئے امورِ اُخروی کو ترجیح دیتے ہیں۔ ایسے ہی افراد کامیاب وکامران ہیں۔

ہمارے حضرت قبلہ فقیہ عصر دامت برکاتہم العالیہ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ امور اُخروی کیلئے وقف ہے۔ اس کیلئے آپ کی تصانیف بھی ایک پہلو رکھتی ہیں۔ اگر آپ کی تصانیف کا بغور مطالعہ کیا جائے تو درج ذیل امور ان سے تصانیف کے مقاصد معلوم ہوتے ہیں:

ا۔ اصلاح عقائد:

قرآن کریم نے ''عمل صالح'' سے پہلے ''ایمان'' کی شرط لگا کر عقیدہ کی اہمیت وضرورت کو واضح کیا ہے۔ بد عقیدگی کی صورت میں اعمال صالح کا بلند وبالا محل بھی ایسا ہی ہوگا جیسے ریت کے ٹیلے پر بغیر کسی بنیاد کے عالیشان محل تعمیر کرلیا جائے تیز

ہوا کا ایک جھونکا اسے نیست و نابود کرنے کیلئے کافی ہے۔

حضرت فقیہ عصر مدظلہ العالی کی تصانیف اس اعتبار سے امتیازی شان رکھتی ہیں کہ آپ نے عقائد کی اصلاح پر بہت زور دیا اسی بناء پر آپ کی تحقیقات میں سے ''مقالات امینیہ'' کی ایک جلد اصلاح عقائد کے سلسلہ میں ہے۔ اسکے ابتدا میں آپ رقمطراز ہیں:

''عقائد و ایمانیات میں اختلاف سراسر تباہی اور آخرت کی بربادی ہے۔ آخرت میں وہی نجات حاصل کرسکتا ہے جس کے عقائد اہلسنت و جماعت کے مطابق ہوں گے۔'' (مقالاتِ امینیہ ص: ۴)

ایک دوسرے مقام پر بطور خلاصہ بحث عقیدہ کی اہمیت ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''الحاصل مندرجہ بالا اقوال مبارکہ سے ثابت ہوا کہ تمام ولیوں، غوثوں، قطبوں اور صحابہ کرام رضوان علیھم اجمعین بلکہ خود امت کے والی رحمتِ کائنات کے نزدیک عقیدہ ہی اہم چیز ہے اور وہ عقیدہ کہ جس کی وجہ سے انسان نجات حاصل کرسکتا ہے۔'' (ص:۱۱)

پھر مقالات امینیہ کا پس منظر اور اہمیت ان الفاظ سے اجاگر کی:

''اور عقیدہ اہل سنت کی ترجمانی کیلئے فقیر نے وہ کتابیں یکجا کردی ہیں جو کہ صحیح عقائد پر دال ہیں۔ (ص:۱۱)

آپ نے عقیدہ کی اہمیت ہر صورت میں عوام کے ذہن نشین کروانے کی کوشش کی ہے مثلاً ''حقوق الزوجین'' جو معاشرتی حوالہ سے اہم کتاب ہے اس میں

بھی آپ نے اس ذمہ داری کو نبھایا، لکھتے ہیں:

''خاوند پر لازم ہے کہ بیوی کو عقائد اہل سنت کی تلقین کرے۔'' (ص:۶۰)

پھر تین صفحات (۶۰، ۶۱، ۶۲) پر عقیدہ کی اہمیت کے سلسلہ میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال نقل کر کے عقیدہ کی اہمیت جاننے کیلئے ''جنتی گروہ'' کے مطالعہ کا مشورہ دیا ہے۔

صفحہ ۱۲۴ اور بعد کے صفحات پر بھی اس سلسلہ میں اہم ہدایات درج کی ہیں۔

۲۔ فروغ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

ایمان کی روح اور حقیقت ذات مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے آپ کی محبت میں حیات عارضی کے لمحے گذارنے میں جو لطف ہے وہ کسی دوسری زندگی میں کہاں میسر آ سکتا ہے؟ اور آپ کی محبت میں موت سے ہمکنار ہو جانے سے بڑھ کر اور کون سی سعادت ہوگی؟

دور حاضر میں جب مادی قدروں کا غلبہ ہو گیا ضرورت اس امر کی ہے لوگوں کو افراتفری کے اس عالم میں اس حقیقت سے آگاہ کیا جائے کہ محبوب خدا، جانِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کے بغیر زیست کے لمحے پھیکے ہی رہیں گے اگر اپنی زندگی میں قوت وتوانائی، عزم وحوصلہ اور بلند نگاہی پیدا کرنا چاہتے ہو تو اپنے دل کو محبت رسول سے معمور کر لو۔

میرا خیال ہے اس دور میں حضرت فقیہ عصر دامت برکاتہم العالیہ کی تصانیف نے اس مقصد کو جس رنگ سے پورا کیا اس کی مثال ملنا مشکل ہے اور اسکے اثرات بھی

ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ آب کوثر کا مطالعہ فرمائیں وہاں بھی آپ کو ساقئ کوثر کی عظمتوں کے جلوے نظر آئیں گے، البرہان کے اوراق پلٹ کر دیکھیں ہر ورق پکار پکار کر کہہ رہا ہے آؤ دامن مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لپٹ جاؤ، خلیفۃ اللہ کا عنوان ہی مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفعتوں کو آشکارا کر رہا ہے۔ الیواقیت والجواہر اور حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سطور میں عشق مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چھلکتا ہوا جام پیغام دے رہا ہے...... بڑھو...... بڑھو مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بڑھو۔ انکے دامن میں پناہ لے لو نجات کا یہی راستہ ہے۔ "سعی السعید" اور "داڑھی کی اہمیت" بھی ہمیں درسِ محبت دے رہی ہیں اور اعلان کر رہی ہیں کہ "محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کسی بلند بانگ دعویٰ کا نام نہیں بلکہ یہ تو محبوب کی اداؤں پر مر کر "عمل" کر کے دکھانے کا نام ہے۔ فضائل سیدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا اور حمایت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی فروغ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جذبہ کی رعنائیاں دیکھی جاسکتی ہیں۔

۳۔ اسلاف سے تعلق کی بحالی:

"تعلق بالرسالت" کی حقیقت کو سمجھنے کیلئے سلف صالحین کے طرز عمل کو دیکھنا، سمجھنا اور جاننا انتہائی ضروری ہے۔ اسلاف کا طریقہ ہی نجات کا راستہ ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے اپنی زندگی شریعت کی ترویج و اشاعت میں صرف کر دی، شریعت کے اسرار و رموز کو سمجھنے کیلئے ان نفوس قدسیہ کی حیات کا مطالعہ ناگزیر ہے۔

ہمارے حضرت نے اس پہلو پر بھی خصوصی توجہ فرمائی۔ "ادب کی اہمیت" میں ان قدسی صفت حضرات سے تعلق استوار کرنے کا ڈھنگ بتایا تو "سیدنا امام

اعظم"۔ "تذکرہ سیدی شاہ نقشبند قدس سرہ"۔ "سیدی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ"۔ "خلیفۃ اللہ" اور "تصوف وایمان کے موتی" جیسی کتابوں میں ان عالی ظرف حضرات کے حالات ومقامات کو بیان کرکے، اس امر کی تفصیل بیان کی کہ اھدنا الصراط المستقیم کی عملی تعبیر یہی لوگ ہیں۔

صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم والضالین۔

۴۔اصلاح معاشرہ:

افراد کے اجتماع کا نام معاشرہ ہے۔ ؎ ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

"کنتم خیر امۃ" کا اعزاز حاصل ہونے کے ناطے امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہمارا اولین فریضہ ہے۔ یہی اس امت کا امتیازی وصف ہے۔ اگر انسان اپنی اصلاح پر توجہ مرکوز رکھے اور اردگرد کے تعفن زدہ ماحول کی اصلاح کی کوشش نہ کرے تو معاشرہ کبھی بھی حسن ونور سے معمور نہ ہو سکے گا۔

حضرت فقیہ عصر نے اس لازم وضروری کام کی اہمیت کے پیش نظر متعدد رسائل تحریر فرمائے جن میں معاشرہ میں پھیلی ہوئی وبائیں اور انکے تدارک کا طریقہ، منہج نبوی کے حوالہ، سے درج ہے۔ آپ نے ان میں لوگوں کو فکرِ آخرت کی رغبت دلائی ہے۔ مقالات امینہ کا دوسرا حصہ "اصلاح اعمال" کے عنوان سے بھی چھپائی کے مراحل میں ہے۔ اصلاح معاشرہ کے نکتہ نظر سے لکھے گئے چند رسائل وتصانیف میں مابعد الموت، نماز کی اہمیت، دوگھر، الفوز الکبیر، خسارہ، ٹی وی کے ثمرات، سودخور کا انجام، حقوق الزوجین شامل ہیں۔

حضور فقیہ العصر کی تصانیف

(اسلوب و بیان)

کثرتِ تصانیف اس امت کی خصوصیت ہے۔ ہمارے اسلاف نے جس قدر کتب تالیف کیں ان کی مثال ماضی کی کسی بھی قوم میں تلاش کرنا بے سود ہے۔ ہمارے جلیل القدر اسلاف میں سے بعض ایسے بھی گزرے ہیں جنکی تصانیف و تالیفات کی تعداد سینکڑوں تک ہے۔ امام ابواسماعیلی کی ایک کتاب ''مسند کبیر'' کی سوجلدیں تھیں۔ یہ تصانیف جہاں خلف کے نظریات وافکار کی تطہیر کرتی ہیں وہاں مصنف کیلئے آخرت میں بلندیٔ درجات کا ذریعہ بھی ہیں۔ حضرت شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیرومرشد حضرت شیخ علی متقی کے بارے میں اپنا خواب بیان کرتے ہیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی اسے یوں نقل کرتے ہیں میں (شیخ عبدالوہاب) نے ان سے (جنت میں) ملاقات کی وہ جہاں بیٹھے تھے اس کے پاس نہریں جاری تھیں ایک نہر کی طرف اشارہ کرکے فرمایا یہ جامع کبیر (حضرت شیخ علی متقی کی کتاب کا نام) ہے۔ پھر ایک دوسری نہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ جامع صغیر ہے، پھر دوسری نہروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ میری فلاں کتاب ہے اور یہ

میری فلاں کتاب۔ گویا یہ انعام ہے جو کتابیں لکھنے پر اللہ تعالیٰ کی جناب سے عطا ہوا۔

حضور قبلہ فقیہ العصر نے اب تک پچاس کتب تالیف فرمائیں جن میں بعض چھوٹے رسائل کی صورت میں اور بعض ضخیم۔ ان کتب کا اپنا منفرد اسلوب اور انداز بیان ہے اور ان تالیفات کی اپنی انفرادی خصوصیات ہیں جن کی بنا پر انہیں شہرت ملی یہ تحریریں انسان کو حرکت وحرارت، قوت وشوکت اور ولولۂ حیات عطا کرتی ہیں۔ بعض تفصیلات، مقاصد واہداف کے تحت بیان ہوئیں۔ چند کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

تصانیف کے عنوانات:

آپ کی ہر کتاب کا اچھوتا عنوان ہے جو نہ صرف پہلی نظر میں ہی قاری کے دل میں پڑھنے کی رغبت پیدا کرتا ہے بلکہ کتاب کے موضوعات کا خلاصہ بھی بیان کر دیتا ہے۔ اگر اس حقیقت کو سمجھنے میں کسی کو قدرے دشواری پیش آئے تو تقریباً ہر کتاب کے ٹائٹل پر کتاب کے نام سے ذرا اوپر کوئی قرآنی آیت یا حدیث کئی حقائق آشکارا کر دیتی ہے۔ مثلاً

لفظ آب کوثر سے ذرا اوپر حدیث

ان اولی الناس بی یوم القیامۃ اکثرھم علی صلوۃ

البرھان پر آیت

قد جاء کم برھان من ربکم

حاضر وناظر رسول پر

یا ایھاالنبی انا ارسلنک شاھدا

تعارف تقویت الایمان پر

الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون

حقوق الزوجین پر آیت

وعاشروھن بالعمروف

فضائل سیدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا پر

والذین یوذون رسول اللہ لھم عذاب الیم

خلیفۃ اللہ پر

انی جاعل فی الارض خلیفہ

سیدی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ پر

انمایخشی اللہ من عبادہ العلماء

ہم کہہ سکتے ہیں کہ کتاب درحقیقت درج شدہ آیت کی توضیح وتشریح کے مضامین پر مشتمل ہوتی ہے۔

قصص وحکایات:

واقعہ گوئی اور حکایت سرائی تفہیم مطالب کا قدیم طریقہ ہے۔تمام الہامی کتب میں اس حوالہ سے اہتمام نظر آتا ہے۔قصص القرآن کواسی وجہ سے علماء نے اپنی تحقیق کا موضوع بنایا۔کامل حسن محامی نے ''القرآن والقصہ والحدیثۃ'' عبدالکریم خطیب نے ''القصص القرآن فی منطوقہ ومفہومہ'' محمد احمد نے ''الفن القصص فی القرآن'' جیسی بلند پایہ کتب تحریر کیں۔انسانی فطرت میں ان قصص وحکایات کے طبعی رجحان

پر روشنی ڈالتے ہوئے علامہ ارشد القادری لکھتے ہیں: ''یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ انسان فطری طور پر قصص وحکایات سے دلچسپی رکھتا ہے میرے خیال میں اس فطری خواہش سے جنگ کرنے کی بجائے اسے صحیح رخ پر لگا دینا وقت کا مفید ترین اقدام ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ ایک ہی بات جو براہ راست درس وپیغام کے انداز میں کہی گئی۔ عام طبیعتیں اس سے مانوس نہیں ہوسکیں لیکن وہی بات جب کہانی کے سانچے میں ڈھل گئی تو حلق کے نیچے اترنے میں زیادہ دیر نہیں لگی۔''

صوفیہ نے ابتدا ہی سے ان قصص وحکایات کے ذریعہ تزکیہ نفس کا کام لیا۔ ''ایک بار کسی شخص نے برسر مجلس حضرت جنید بغدادی سے پوچھا: ''مریدوں کو حکایتیں سنانے سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''حکایتیں تو اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہیں جس سے مریدوں کے دلوں کو تقویت پہنچتی ہے۔'' اسی شخص نے دوسرا سوال کیا: ''کیا آپ کے پاس اس کا کوئی ثبوت بھی ہے؟'' آپ نے فرمایا قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ مقدس ہے: ہم تم سے پیغمبروں کے تمام قصے بیان کریں گے جس سے تمہارے دل کو مضبوطی بخشیں گے۔'' (اللہ کے سفیر ص:۷۸)

قرآن وسنت پر عمل کی بناء پر حضرت فقیہ العصر مدظلہ العالی نے بھی اس اسلوب کو اپنایا۔ آپ نے اپنی تصانیف میں قصص وحکایات کو نقل کرکے ان کے ذریعہ حیات وکائنات، عشق وخودی، فقر ومستی کے اسرار ورموز کے جہانِ معنی آباد کردیئے ہیں۔ مقربین بارگاہِ الٰہی کے کمالات کا ذکر کرنا مقصود تھا تو خلیفۃ اللہ تحریر فرمائی جس میں باعث تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معجزات اور اولیاء کی

کرامات کو زیر بحث لایا گیا۔ ان واقعات کو پڑھ کر ایک کم پڑھا لکھا انسان بھی حقیقت حال کا ادراک کر سکتا ہے۔ اگر اس کو یہی بات علم کلام کی فنی موشگافیوں کے ذریعے سمجھائی جاتی تو شاید وہ کبھی سمجھ ہی نہ سکتا۔ مسلمان اور کافر کی دنیا میں فرق کو واضح کرنا تھا تو ''دوگھر'' (کل ۴۰ صفحات) میں چھ سے زائد واقعات بیان کر کے صورت حال کو واضح کیا گیا ہے۔ اسی طرح ''خسارہ'' (کل ۲۷ صفحات) میں کم وبیش سات واقعات موجود ہیں۔

عموماً یہ واقعات اسلاف کی کتب سے نقل کئے گئے ہیں لیکن بعض مقامات پر چشم دید واقعات یا ایسے واقعات جو احباب نے آپ سے بیان کئے ان کو بھی نقل کر دیا گیا ہے۔ ''آب کوثر''، ''تاثرات ومبشرات'' میں اسکی مثالیں دیکھی جاسکتی ہیں۔ بعض اوقات ذاتی زندگی کے حوالہ سے بھی کچھ واقعات بیان کئے ہیں۔ جیسے ''سیدی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ'' اور ''خسارہ'' میں ہیں۔

تماثیل:

تمثیل بھی مقصود کو فہم انسانی کے قریب تر کرنے میں ممد ومعاون ثابت ہوتی ہے۔ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں اسکی بکثرت مثالیں دیکھی جاسکتی ہیں اور اسلاف کی اس موضوع پر جداگانہ تصانیف موجود ہیں۔ حضور فقیہ العصر نے بھی اپنے افکار ونظریات کی ترجمانی کیلئے ان کا سہارا لیا۔ البرھان، آب کوثر، خسارہ اور دیگر تصانیف میں اسکی مثالیں دیکھی جاسکتی ہیں۔

سوال و جواب کا انداز:

بعض اوقات انسان کسی آیت یا حدیث کی تشریح کرتا ہے تو انسانی ذہن میں کچھ سوالات اٹھتے ہیں۔ ان سوالات کا جواب دیئے بغیر انسان کیلئے نفس مضمون کو سمجھنا ممکن نہیں رہتا۔ چونکہ ہمارے حضرت قاری کے ذہن سے ہر قسم کے شکوک وشبہات ختم کر کے عقیدہ و عمل کی پختگی چاہتے ہیں اس لئے ہر ایسے مقام پر ''سوال'' کی سرخی قائم کر کے اس اعتراض کو نقل کیا ہے اور ''جواب'' کی سرخی قائم کر کے اعتراض کا حل پیش کیا گیا ہے۔ اکثر یہ بھی ہے کہ دیگر مکاتب فکر کے لوگ اہل سنت کے معمولات پر جو اعتراض کرتے ہیں ان کا ضمناً جواب دیا گیا ہے۔ آپ کی ہر تصنیف میں اس انداز کی جھلک دیکھی جا سکتی ہے۔

تنبیہ، فوائد، دعوت فکر:

ان عنوانات کے تحت آپ نے اپنی تصانیف میں بعض ضروری وضاحتیں کی ہیں۔ کسی فکری و عملی خطرہ سے آگاہ کرنا ہو تو تنبیہ کی سرخی لکھ کر آگے تحریر کرتے ہیں۔ البرھان میں نام اقدس پر انگوٹھے چومنے سے منع کرنے والے لوگوں کیلئے تنبیہ کے عنوان سے کہا گیا ہے کہ اس مبارک و مستحب فعل سے منع کرنے والے ممانعت کا ایک قول ہی دکھا دیں۔ اسی مسئلہ کے ضمن میں فوائد کی سرخی قائم کر کے اس مبارک فعل کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔

قصہ مختصر:

حضور فقیہ العصر کی تصانیف علمی بصیرت، فراست اور فطانت کی ایک قد آور

تصویر اور احساس کی تازہ کاری کا غیر معمولی نمونہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت ہمارے دلوں میں موجزن فرمائے۔

انما یخشی اللہ من عبادہ العلمآءُ

-★★★-